امام احمد رضا

اور

علماءِ ڈیرہ غازی خان

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

رضا اسلامک سینٹر

بلاک نمبر ۱۶، ڈیرہ غازی خان

امام احمد رضا

اور

علماء ڈیرہ غازی خان

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

رضا اسلامک سینٹر

بلاک نمبر ۱۶، ڈیرہ غازی خان

سے زائد کتابیں اور علم فقہ میں ۹۰ سے زائد کتابیں ہمہ وقت ذہن میں مکمل محفوظ (Computerized) تھیں۔ یقیناً یہ عطیہ الٰہی ہے، عنایت رسالت پناہی ہے۔

یہ مسلم حقیقت ہے کہ سچائی چھپانے سے کب چھپی رہ سکتی ہے۔ وقت کی جابرانہ گردش حقائق کو بے نقاب کر کے چھوڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں مفکر اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کی پرکشش، اثر انگیز اور جامع العلوم شخصیت اہل دانش کی نگاہ کا مرکز ہے۔ تقریباً" پوری دنیا نے آپ سے علمی و روحانی استفادہ کیا۔ مثلاً" براعظم ایشیا، براعظم افریقہ، براعظم امریکہ حتیٰ کہ حرمین شریفین کے علماء کرام و مفتیان عظام کو آپ کی خلافت و اجازت اور سندات پر اعزاز و فخر رہا۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی خود لکھتے ہیں:

"فقیر کے یہاں علاوہ دیگر مشاغل کثیرہ دینیہ کے کار فتویٰ اس درجہ وافر ہے کہ دس مفتیوں کے کام سے زائد ہے شہر و دیگر بلاد و امصار، جملہ اقطار ہندوستان و بنگال، پنجاب، ملی بار و برما ـــــ ، چین، غزنی و امریکا و افریقہ حتیٰ کہ سرکار حرمین محترمین سے استفسار آتے ہیں اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے ہیں۔"

مفکر اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے تقریباً" ۵۵ برس تک مسلسل سائلین کو تسلی بخش جوابات سے مستفیض فرمایا۔ ہزاروں فتاویٰ تحریر کئے لیکن صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء میں بہاولپور چیف کورٹ کے جج جسٹس محمد دین صاحب مرحوم کو بڑے سائز کے ۶۶ صفحات پر مشتمل جواب مرحمت فرمایا اور فتویٰ کی فیس واپس کرتے ہوئے فرمایا:

"یہاں پر فتویٰ للہیت کی خاطر دیئے جاتے ہیں فیس نہیں لی جاتی۔"

تفصیل فتاویٰ رضویہ جلد یازدھم صفحہ ۱۹۵ تا ۲۶۰ پر دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ

بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ عالم اسلام کے اس مفتی اعظم سے جن حضرات نے علمی و روحانی استفادہ کیا ان میں پروفیسرز' ڈاکٹرز' جسٹس' وائس چانسلر' علماء و فقہا اور عوام الناس کی کثیر تعداد موجود ہے۔ جس پر ان کا ۱۲۰۰۰ صفحات پر مشتمل عالمگیر و لاجواب فتاویٰ رضویہ شاہد عادل ہے۔

مفکر اسلام کی وسعت علمی اور عبقریت ملاحظہ فرمایئے کہ جس طرز پر سوال آتا اسی طرز پر جواب تحریر فرماتے۔ اردو استفسار کا جواب اردو میں' فارسی کا فارسی میں' عربی کا عربی میں' انگریزی کا انگریزی میں یہاں تک کہ نثر استفسار کا جواب نثر میں اور نظم استفسار کا جواب نظم میں تحریر کرتے۔ فتاویٰ رضویہ کے متعدد مقامات پر ایسی مثالیں موجود ہیں۔

عظیم فقہی شاہکار فتاویٰ رضویہ کی وسعت' جامعیت' ہمہ گیریت' ادبیت' فراوانی دلائل' انتہاء تحقیق' تنقیع مسائل' متعارض اقوال میں تطبیق و ترجیح' مصادر و مراجع کی کثرت' نادر طریق استدلال' اکابر فقہا کے تسامحات پر تنبیہہ' اسماء الرجال' رسم مفتی (فتوی نویسی کے آداب) مسائل جدیدہ کی تحقیق **مثلاً** " سائنس' فزکس' **کمسٹری**' بیالوجی' سائکالوجی' ٹوپالوجی' علم ریاضی' میڈیکل سائنس' فارمیسی' فارماکالوجی' انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی' الٹرا ساؤنڈ مشین اور انٹر کمیونی کیشن سسٹم' فیکس اور انٹرنیٹ کمپیوٹر ورک' ہائیڈرو **اسٹیٹکس** **(Hydrostatics)** خلاء اور ایٹم' علم فلکیات وغیرہ پر تفصیلاً " ابحاث نے مصنف علام کو موجودہ صدی کے انتساب سے **Man of the Century** تسلیم کیا ہے۔

یہاں پر صرف چند اسکالرز کے اجمالی تاثرات پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ قارئین کے سامنے امام الدھر عبقری زماں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی فیوض برکاتہم اہل المشارق و المغارب کی تبحر علمی مزید اجاگر ہو سکے۔

چنانچہ ملک کے مشہور دانشور' انشاء پرداز اور ادیب مولانا کوثر نیازی لکھتے ہیں :

"میں نے زندگی میں اتنی روٹیاں نہیں کھائیں جتنا مطالعہ کیا ہے اور میری ذاتی لائبریری میں کم و بیش ۱۰ ہزار کے قریب کتب موجود ہیں اور بعض بڑی نایاب کتب ہیں۔ سوچا تھا کہ میں نے زندگی میں بہت کچھ پڑھ لیا ہے لیکن جب سے میں نے امام العلماء مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو یوں محسوس ہوا کہ ساحل سمندر پر سیپیاں چن رہا ہوں۔ سمندر تو دور کی بات ہے۔"

صوبہ سندھ کے ایڈیشنل سیکریٹری ایجوکیشن ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں :

"میں نے ۲۵ برس تک اس بحرالعلوم شخصیت پر تحقیق کی ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ابھی تک ساحل سمندر پر ہوں۔"

پشاور سے مولانا محمد ذکریا بنوری امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی فقاہت کا یوں اعتراف کرتے ہیں :

"اگر مولانا احمد رضا خاں صاحب فتاویٰ رضویہ (۱۲۰۰۰ صفحات پر مشتمل فقہ حنفی کا انسائیکلوپیڈیا) نہ لکھتے تو برصغیر پاک و ہند سے حنفیت ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی ہوتی۔"

ہندوستان کے عالم مولوی عبدالحی' نزہتہ الخواطر صفحہ ۴۱ پر یوں رقم طراز ہیں :

"فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر مولانا احمد رضا خان کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے نیز ان کی تصنیف "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" جو انہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی تھی۔"

پاکستان سے جماعت اسلامی کے بانی سید مودودی صاحب لکھتے ہیں :

"مولانا احمد رضا خاں کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے۔ فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی وسیع نظر رکھتے تھے اور ان کی فضیلت کا اعتراف ان

لوگوں کو بھی ہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔"

(بحوالہ مقالات یوم رضا حصہ دوم صفحہ ۶۰)

پروفیسر ڈاکٹر محی الدین الوائی' جامعہ ازہر' قاہرہ (مصر) امام احمد رضا بریلوی کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

"جن علمائے ہند نے مروجہ علوم عربیہ دینیہ کی خدمات میں اعلیٰ قسم کا حصہ لیا ہے ان میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔ علوم عربیہ اسلامیہ کو آراستہ کرنے میں آپ کا بہترین ریکارڈ ہے۔ آپ نے جس طرح علم فقہ' تفسیر' حدیث و کلام' تصوف وغیرہ علوم فروعات میں تصنیفات فرمائیں ہیں اسی طرح آپ کی بہت سی تصانیف ادب مثلاً" صرف' بلاغت' شعر و انشاء میں بھی ہیں۔ نیز علوم عقلیہ مثلاً" منطق' ہیئت' حساب' فلسفہ وغیرہ علوم پر بھی آپ نے قلم اٹھایا۔"

امام احمد رضا بریلوی کی علم ریاضی میں مہارت تامہ کو یوں بیان کرتے ہیں :

"یہ مسلمہ حقیقت قابل ذکر ہے کہ مولانا احمد رضا خان علوم نظریہ و علمیہ کے جامع ہونے میں اپنے ہم عصروں اور ہم چشموں میں امتیازی نشان کے حامل تھے۔ ریاضی' حساب' الجبراء جیسے علوم میں ان کی مہارت تامہ کا یہ جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین وائس چانسلر مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ جیسے شہرت یافتہ ریاضی دان' جیومٹری اور حساب کی دشوار ترین الجھنوں کو سلجھانے کے لئے ان کی خدمات حاصل کیا کرتے تھے۔"

"مولانا احمد رضا خاں کی تصنیفات مطبوعہ و قلمی عربی' فارسی' اردو زبانوں میں ایک ہزار سے زائد ہیں۔۔۔۔ آپ عالم محقق ہونے کے ساتھ بہترین نازک خیال شاعر بھی تھے جس پر آپ کا دیوان "حدائق بخشش" بہترین شاہد ہیں۔ اس کے علاوہ فلسفہ علم فلکیات' ریاضی اور دین و ادب میں آپ ہندوستان میں صف اول کے ممتاز علماء اور شعراء میں تھے۔"

شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کا اعتراف حقیقت ملاحظہ فرمایئے :

"مولانا احمد رضا خان ذہین اور باریک بین عالم دین تھے' فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بھرپور اور پاک و ہند کے کیسے نابغہ روزگار فقیہہ تھے۔ ہندوستان کے اس دور متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ بمشکل ملے گا۔"

سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس محمد اجمل میاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی دینی خدمات کے یوں معترف ہیں :

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اصلاح رسوم پر توجہ مرکوز کی۔ گستاخان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تحریروں پر گرفت کی۔ آپ کا عظیم کارنامہ یہ تھا کہ علوم اسلامی فقہ و حدیث کی درس و تدریس کی اور بے شمار موضوعات پر تصنیف و تالیف کی' فتنہ انکار ختم نبوت کی بیخ کنی کی اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے شبانہ روز کاوش کی۔ نیز فرماتے ہیں۔ دین و عقائد اعمال کا مجموعہ ہیں اور مولانا احمد رضا خان صاحب دونوں پر مجددانہ بصیرت رکھتے تھے۔ آپ احکام شریعہ کے تمام جزئیات پر دسترس رکھتے تھے۔ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ "فتاویٰ رضویہ" جو بارہ جلدوں میں ہے اور جس میں فقہ حنفی سے متعلق تمام موضوعات پر جامع بحث کی گئی ہے رہتی دنیا تک آپ کی منفرد شخصیت کی عکاسی کرتا رہے گا۔ آپ کی شخصیت حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیا پاشیوں سے منور تھی آپ کی نعتیہ شاعری اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ جس کا ہر مصرعہ اور شعر عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منور ہے۔ علوم قرآن و تفسیر کا ناقابل تردید شاہکار آپ کا ترجمہ قرآن کنزالایمان ہے۔ جو نہایت سلیس ہونے کے ساتھ ساتھ عام فہم اور ایک آدمی کے لئے مشعل راہ ہے۔

پارسی جج ڈی ایف ملا کہتے ہیں :

"برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں فقہ حنفیہ پر تو بہت کچھ لکھا گیا اور بالخصوص دو کتب تو بہت بڑی لکھی گئیں ایک فتاویٰ عالمگیری اور دوسرا فتاویٰ رضویہ"

ناظم ندوۃ العلماء مولانا ابوالحسن ندوی' نزہتہ الخواطر جلد ثامن صفحہ ۶۱ پر امام احمد رضا کے متعلق یوں لکھتے ہیں :

"علمائے حجاز سے بعض فقہی اور کلامی مسائل میں مذاکرہ و تبادلہ خیالات کیا۔ حرمین کے اثنائے قیام میں انہوں نے بعض رسائل لکھے اور علماء حرمین کے پاس آئے ہوئے سوالات کے جوابات دیئے وہ حضرات آپ کے وفور علم' فقہی متون و اختلافی مسائل پر وقت نظر و وسعت معلومات' سرعت تحریر اور ذکاوت طبع سے حیران رہ گئے۔" (مطبوعہ حیدر آباد دکن' ۱۹۷۰ء)

فیڈرل شریعت کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس میاں محبوب احمد صاحب امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی دینی و تجدیدی خدمات کے سلسلہ میں ملت کے نام ایک پیغام میں یوں رقم طراز ہیں :

"تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کے خلاف کفر و طاغوت نے نئے سے نئے طوفان اٹھائے مگر کبھی بھی اسلام کو صفحہ ہستی سے نابود کر دینے کی ان کی مذموم خواہش پوری نہ ہو سکی۔ مشیت ایزدی ہر دور میں ہر طوفان کے مقابل پہاڑوں سے مضبوط استقامت رکھنے والی کوئی شخصیت پیدا کرتی رہی جس کے عزم و ثبات کے سامنے طوفانوں کے تند ریلے دم توڑتے رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد امام اعظم' امام مالک' امام احمد بن حنبل' امام شافعی' امام غزالی' امام رازی' سیدنا غوث الاعظم اور مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہم سب ایسے ہی پیکر عظمت و عزیمت تھے۔ اسی تابندہ افق کے ایک اور روشن آفتاب برصغیر کے عظیم محقق اور دینی اسکالر امام احمد رضا تھے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعے اشاعت اسلام کے لئے وقف کئے رکھی۔ ان کی ایک ہزار سے زائد تصانیف اور لاکھوں مسائل کے حل پر مشتمل فتاویٰ رضویہ دیکھ کر گمان ہوتا

ہے کہ انہوں نے تن تنہا ایک پورے ادارے کا کام سرانجام دیا۔ قدیم و جدید علوم میں سے کوئی نہیں جس نے ان کے قلم سے داد تحقیق وصول نہ کی ہو۔ علمی و فکری راہنمائی کے ساتھ ساتھ انہوں نے تزکیہ نفس اور تقدیس رسالت کی تحقیق کے ذریعے ملت کی روحانی تربیت بھی فرمائی اور یہ ان کی فکری، علمی اور روحانی راہنمائی کا اثر تھا کہ قوم مسلم انگریز اور ہندو کی سازشوں کے تانے بانے توڑنے میں کامیاب ہو سکی۔ ان حالات میں امام احمد رضا نے مسلمانان برصغیر کو اپنے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و عقیدت کا رشتہ مضبوط کرنے کا درس دیا اور یقیناً یہی وہ لنگر تھا جس نے ملت کی ناؤ کو ڈوبنے سے بچا لیا۔"

در دل مسلم مقام مصطفٰے است
آبروئے ما ز نام مصطفٰے است

پیغام کے آخر میں فرماتے ہیں:

"ہمارے عہد کے اہل علم بھی امام احمد رضا کی طرح درد و سوز، اخلاص و للہیت کو تحقیق کو جستجو اور فروغ و دماغ دین کے لئے محنت کو اپنا شعار بنائیں تاکہ مسائل و مصائب میں گھری ہوئی ملت ساحل آشنا ہو سکے۔"

حرمین شریفین کے علماء کرام اور مفتیان عظام نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی تبحر علمی اور فقاہت کو جس انداز میں خراج تحسین پیش کیا آج تک سننے یا دیکھنے میں نہیں آیا۔ خراج تحسین کی تفصیل "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ تنگی قرطاس کے پیش نظر چند تاثرات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی مکہ معظمہ فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) "بیشک مولف (مولانا احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ) اس زمانے میں علماء محققین کا بادشاہ ہے۔ اور اس کی ساری باتیں سچی ہیں۔ گویا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جو اس یگانہ امام کے دست مبارک پر حق تعالیٰ نے ظاہر فرمایا

ہے (یعنی) ہمارے سردار ' ہمارے آقا ' علماء محققین کے خاتم ' علماء اہلسنّت کے پیشوا سیدی احمد رضا خاں ' اللہ تعالیٰ ہم کو اس کی زندگی سے متمتع فرمائے اور ان سب کے خلاف اس کی حمایت فرمائے جو اس کی بدخواہی کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

شیخ سعید محمد سعید ابن السید محمد المغربی شیخ الدلائل علیہ الرحمہ مدینہ شریف فرماتے ہیں :

"ترجمہ : جب شک و شبہ کی اندھیری رات چھا جاتی ہے تو وہ اپنے آسمان علم سے ایک چودھویں کا چاند چمکاتا ہے اس طرح نسلاً" بعد نسل علماء کاملین و ناقدین کے ہاتھوں شریعت مطہرہ تغیر و تبدیل سے محفوظ رہی اور ان اجلہ علماء میں سے کثیر العلم اور دریائے عظیم الفہم مولانا احمد رضا خاں ہیں۔"

لیڈن یونیورسٹی ہالینڈ کے پروفیسر ڈاکٹر جے ایم ایس بلیان (صدر شعبہ علوم اسلامیہ ' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی فقاہت کو یوں سراہتے ہیں :

"احمد رضا خاں اپنے فتویٰ میں دلائل و شواہد پیش کرتے وقت جس وسعت مطالعہ کا اظہار فرماتے ہیں۔ میں اس سے بہت ہی متاثر ہوا ہوں۔"

"فقہیات پر احمد رضا خاں کی وسعت علم سے میں بہت ہی متاثر ہوا ہوں۔ بالعموم ان کے خیالات بہت متوازن ہوتے ہیں اور ایک اجنبی قاری کے لئے بھی معقول ہوتے ہیں۔"

پروفیسر موصوف نے متعدد انٹرنیشنل کانفرنسوں میں اپنے مقالات میں فتاویٰ رضویہ اور امام احمد رضا خاں کی دیگر تصانیف کے حوالے دیئے ہیں۔

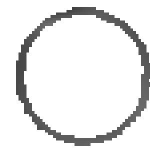
پٹنہ یونیورسٹی ہندوستان سے ڈاکٹر حسن رضا اعظمی صاحب نے سب سے پہلے امام احمد رضا کی فقاہت (فتاویٰ رضویہ) پر ۱۹۷۹ء میں ڈاکٹریٹ کیا ہے ان کا ڈاکٹریٹ کا تھیسس "فقیہہ اسلام" ۴۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں انہوں نے فتاویٰ رضویہ کی امتیازی حیثیت کو تسلیم کرایا ہے۔

محترم ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کراچی کے رہنے والے ہیں۔ ایم ایس

سی' ایم اے' پی ایچ ڈی (Ph.D) ہیں۔ انتہائی سلیم الطبع اور ذہین و طباع ہیں۔ جامع کراچی میں جیالوجی کے پروفیسر ہیں۔ مفکر اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی شخصیت اور علمی و تجدیدی کارناموں اور دینی خدمات کو اسلامی دنیا میں متعارف کرانے میں مصروف عمل ہیں۔ کئی اہم موضوعات پر داد تحسین وصول کر چکے ہیں۔ قابل فخر بات یہ ہے کہ آپ پہلے پاکستانی اسکالر ہیں جنہوں نے امام احمد رضا بریلوی کے ترجمہ قرآن کنزالایمان پر کراچی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے اور کنزالایمان کی حقانیت کا لوہا ماہرین پاکستان سے منوایا ہے۔ موصوف نے فتاویٰ رضویہ کا عمیق مطالعہ کے بعد ڈیرہ غازی خان جیسے دور دراز علاقے کے جید علماء کرام کو جب علامہ امام بریلوی کی بارگاہ میں سائل کی حیثیت سے ملاحظہ فرمایا تو پھڑک اٹھے اور زیر نظر گرانقدر مقالہ "امام احمد رضا اور علماء ڈیرہ غازی خان" ترتیب دیکر رضا اسلامک سینٹر کے لئے مرحمت فرما کر نئے باب کا اضافہ کیا ہے جو ڈیرہ غازی خان کے علماء کے لئے دعوت فکر ہے۔ پیش نظر مضمون ان کی صلاحیت کا آئینہ دار ہے اللہ تعالیٰ مصنف کی اس سعی کو شرف قبولیت سے نوازے آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام احمد رضا
اور
علمائے ڈیرہ غازی خان



امام احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری (۱) برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ العزیز (المتوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) ابن علامہ مولانا مفتی محمد نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) ابن مولانا مفتی محمد رضا علی خاں بریلوی (المتوفی ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۰ء) (۲) پچھلی صدی ہجری میں عالم اسلام کے عبقری فقیہہ اور مفتی اعظم ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب عالم اسلام میں امام احمد رضا خاں قادری کے تعارف سے متعلق اپنی تالیف میں رقم طراز ہیں :

"امام احمد رضا کا عالم اسلام میں تعارف اس وقت ہوا جب وہ ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں اپنے والد گرامی مولانا محمد نقی علی خاں بریلوی کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لئے حرمین شریفین حاضر ہوئے۔ اس موقع پر شافعیہ کے مفتی حسین بن صالح جمل اللیل مکی (م ۱۳۰۵ھ) نے بغیر کسی سابقہ

تعارف کے امام احمد رضا کی پیشانی دیکھ کر بے ساختہ فرمایا:

"انی لاجد و نور اللہ من ھذا الجبین" (۳)

ترجمہ : میں اس پیشانی میں اللہ کا نور محسوس کررہا ہوں۔

آگے مزید رقم طراز ہیں :

"عالم اسلام میں اس مجمل تعارف کے تقریباً" ۲۲ سال بعد ۱۳۱۷ھ /۱۸۹۹ء میں قدرے تفصیلی تعارف اس وقت ہوا جب رد ندوہ (ندوۃ العلماء کے رد) میں امام احمد رضا کا فتویٰ تصدیق و توثیق کے لئے علمائے اسلام کے سامنے پیش ہوا اور انہوں نے اپنی تصدیقات عنایت فرمائیں۔ پھر چھ برس بعد ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں پچھلے تعارفوں کی تکمیل ہوئی جب امام احمد رضا دوسری بار حج بیت اللہ کے لئے حرمین طیبین حاضر ہوئے اور وہاں علماء نے آپ سے فتوے لئے اور سندیں حاصل کیں اور آپ کی عربی تصانیف

۱۔ فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین

۲۔ المستند المعتقد بناء نجاۃ الابد

۳۔ الدولتہ المکیتہ بالمادۃ الغیبتہ

۴۔ کفل الفقیہہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم

پر تقاریظ لکھیں اور تصدیقات ثبت کیں اور آپ کو مجدد و مجتہد تسلیم کیا (۴)

عالم اسلام کی ایک جلیل القدر شخصیت حافظ کتب الحرم الشیخ اسمٰعیل بن خلیل مکی امام احمد رضا کی ایک تصنیف پر تقریظ لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں :

"بل اقول لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذا القرن لکان حقا و صدقا" (۵)

الشیخ موسیٰ علی شامی الازہری الاحمدی درویری نے بھی ایک تقریظ میں امام احمد رضا کو امام اور مجدد ملت قرار دیا :

"امام الائمتہ المجدد ہذا لامتہ" (۶)

الشیخ حسین بن عبدالقادر طرابلسی نے بھی امام احمد رضا کو مجدد ماۃ حاضرہ تسلیم کیا اور مندرجہ ذیل الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا:

"حامئی ملتہ المحمدیتہ الظاہرۃ و مجدد المائتہ الحاضرۃ" (۷)

امام احمد رضا خاں سنی حنفی قادری محدث بریلوی کی علم فقہ پر شہرہ آفاق تصنیف "کفل الفقیہہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" کی وجہ ہے تصنیف بیان کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب رقم طراز ہیں :

"قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں امام مسجد الحرام مولانا عبداللہ میر داد اور ان کے استاد مولانا حامد محمود جدادی نے (کرنسی) نوٹ کے متعلق ایک استفتاء امام احمد رضا کے سامنے پیش کیا۔ امام احمد رضا نے اس کے جواب میں ڈیڑھ دن سے کم مدت میں عربی میں رسالہ "کفل الفقیہہ الفاھم" تحریر فرمایا۔ جب یہ رسالہ علماء حرمین کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس کی نقلیں لیں۔ مثلاً"

--- شیخ الائمتہ احمد ابوالخیر میرداد حنفی

--- حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل بن خلیل حنفی

--- مفتی حنفیہ الشیخ عبداللہ صدیق وغیرہما۔

ڈاکٹر صاحب مزید رقم فرماتے ہیں :

امام احمد رضا سے قبل آپ کے استاذ الاساتذہ مفتی اعظم مکتہ المعظمہ مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر حنفی سے بھی (کرنسی) نوٹ کے متعلق سوال کیا گیا تھا کہ اس پر زکوۃ ہے یا نہیں لیکن انہوں نے جواب سے اعراض کیا مگر امام احمد رضا نے اس کا شافی جواب دیا جس پر مفتی اعظم مکتہ المعظمتہ پھڑک اٹھے اور بے ساختہ فرمایا:

"این کان شیخ جمال بن عبداللہ من ھذا النص الصریح" (۸)

ترجمہ : شیخ جمال بن عبداللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہے۔

ڈاکٹر مسعود صاحب اسی دورانیہ کا ایک اور واقعہ نقل کرتے ہیں کہ اس فقیہہ اعظم امام احمد رضا کی علماء حرمین نے کس کس طرح پذیرائی فرمائی آپ لکھتے ہیں :

"امام احمد رضا کی اس فقیہانہ بصیرت دیکھ کر شیخ صالح کمال (سابق قاضی مکہ معظمہ) اپنے دور قضاۃ کے ایک ایک فیصلے کو امام احمد رضا کے سامنے سناتے اور اگر امام احمد رضا شیخ صالح کے دیئے ہوئے فیصلے کی توثیق فرماتے تو شیخ صالح خوش ہوجاتے اور اگر امام احمد رضا ان کے کئے ہوئے فیصلے کو رد فرماتے تو شیخ صالح افسوس کرتے کہ غلط فیصلے کیوں کئے۔"

(۹)

الغرض مفتی اعظم امام احمد رضا خاں سنی حنفی قادری محدث بریلوی کے فتووں کی شان افتاء دیکھ کر مفتی مکہ حافظ کتب الحرام الشیخ اسمٰعیل بن خلیل حنفی مکی بول اٹھے :

"واللہ اقول و الحق اقول انہ لوراھا ابوحنیفتہ النعمان لا قرعت عینہ ولجعل مولفھا من جملتہ الاصحاب"

ترجمہ : قسم بخدا سچ کہتا ہوں کہ اگر ابوحنیفہ نعمان آپ کا فتاویٰ ملاحظہ فرماتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور اس کے مولف کو اپنے خاص شاگردوں میں شامل فرماتے۔" (۱۰)

امام احمد رضا سنی حنفی قادری محدث بریلوی کے جد امجد مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی ابن حافظ کاظم علی خاں نے ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں شہر بریلی میں دارالافتاء کی بنیاد ڈالی۔ (۱۱) امام احمد رضا بریلوی نے اس مسند سے دین اسلام کی مسلسل ۵۵ برس خدمت انجام دی۔ اس مسند افتاء سے عالم اسلام کے علاوہ دیگر ممالک میں بسنے والے بھی امام احمد سے استفسار فرماتے اور وقت کا مفتی اعظم سب کو جواب دیتا۔ امام احمد رضا نے ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۳ء میں ایک موقعہ پر کمیشن کے سامنے سوالات کا جواب دیتے ہوئے اپنی خاندان کی مسند افتا اور اپنی فتویٰ نویسی سے متعلق ارشاد فرمایا:

"میں آباؤ اجداد سے علوم دین کا خادم ہوں۔ چوہتر سال سے میرے یہاں سے فتویٰ جاری ہے۔ تمام ہندوستان (بشمول پاکستان) اور کشمیر اور برما سے مسائل کے سوالات آتے ہیں۔ ابھی چین (ملک) سے چودہ مسئلے دریافت کیے ہیں چنانچہ لفاۂ مرسلہ چین داخل کرتا ہوں۔ (۱۲)

امام احمد رضا محدث بریلوی کی شان افتا کے متعدد پہلو ہیں اور ہر پہلو میں آپ کی انفرادیت نمایاں ہے یہاں صرف اتنا عرض کروں گا کہ امام احمد رضا محدث بریلوی نے ۵۵ برس مسلسل دنیا کے کونے کونے سے آئے ہوئے ہر علم و فن سے متعلق سوالات کے جوابات دیئے اور اس نصف صدی میں قلم سے جو بھی لکھا گیا وہ اللہ کی بارگاہ میں ایسا مقبول ہوا

کہ کبھی کسی فتوئی یا عبارت کو واپس لینے کی نوبت نہ آئی اور نہ ہی آج تک کوئی محقق یہ کھوج لگا سکا کہ امام احمد رضا نے کسی مسئلے میں کوئی حدیث یا کوئی روایت یا کوئی قول فقہ غلط نقل کیا ہو یقیناً" یہ آپ کی امتیازی شان تمام مفتیان ہند میں بہت بلند ہے یہی وجہ ہے کہ آپ تمام عالم اسلام میں مرجع خلائق ہو گئے اور آپ کی تحریر حجت قرار پائی مگر امام احمد رضا اپنی اس فقیہانہ کمال کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اپنے مجموعہ فتاویٰ کے خطبہ میں رقم طراز ہیں :

"سمیتھا بالعطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ" جعلھا اللہ وسیلۃ لرضاہ و نافعۃ فی الدارین لی ولعبادہ' وجودا جائدا علی جمیع بلادہ'"

ترجمہ : اس کا نام "العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ" رکھا اللہ اسے اپنی رضا کا وسیلہ بنائے اور دونوں جہاں میں مجھے اور اپنے بندوں کو اس سے نفع پہنچائے اور اسے اپنے سب شہروں پر نفع رسانی کے لئے برسنے والا عظیم باران بنائے۔"(۱۳)

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے فتاویٰ مسلمانوں کے لئے باران رحمت ہیں اور دنیا کے بیشتر ممالک اور متعدد شہروں میں یہ باران رحمت آج بھی نفع پہنچارہی ہے اور خود امام احمد رضا کی حیات میں برصغیر کے علاوہ متعدد ممالک اور ان کے شہروں سے پیاس کی صدائیں بلند ہوئیں اور پھر بریلی شریف سے رحمت الٰہی کے بادل اٹھے اور اس شہر میں بسنے والوں کی پیاس بجھائی اور ان کو خوب سیراب کیا۔

احقر پچھلے پانچ سال سے موجودہ پاکستان کے مختلف شہروں کا سراغ

لگا رہا ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی سے کن پیاسوں نے اس باران رحمت کی التجا کی۔ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ چاروں ہی صوبوں سے استفسار کیا گیا چنانچہ اپنے اس کام کو احقر نے کئی حصوں میں تقسیم کیا اور اب تک چھ مقالات سپرد قلم کئے جا چکے ہیں۔ مثلاً"

۱۔ امام احمد رضا اور علمائے کراچی۔ (۱۴)

۲۔ امام احمد رضا اور علمائے بھرچونڈی شریف سکھر۔ (۱۰)

۳۔ امام احمد رضا اور علمائے سندھ۔ (۱۴)

۴۔ امام احمد رضا اور علمائے ریاست بہاولپور۔ (۱۷)

۵۔ امام احمد رضا اور علمائے لاہور۔ (۱۸)

۶۔ امام احمد رضا اور علمائے بلوچستان۔ (۱۹)

اس مقالہ میں ڈیرہ غازی خاں ڈویژن سے تعلق رکھنے والے مستفتیان کا تذکرہ شامل ہے (۲۰) ڈیرہ غازی خاں سے تعلق رکھنے والے ان علماء و مشائخ کے اسماء گرامی ملاحظہ کیجئے جنہوں نے وقتاً فوقتاً" امام احمد رضا بریلوی سے مختلف مسائل میں رجوع کیا۔

۱۔ مولانا قاضی غلام یٰسین علوی قادری ڈیروی

۲۔ مولانا احمد بخش صادق سلیمانی ڈیروی

۳۔ مولانا امام بخش فریدی جامپوری

۴۔ مولوی عبدالغفور جامپوری

۵۔ مولوی اللہ بخش سیمنہ ڈیروی

۶۔ مولانا عبداللہ چوٹی زیریں

۷۔ مولانا فضل حق ڈیروی

ڈیرہ غازی خاں موجودہ پاکستان میں صوبہ پنجاب کا ایک ڈویژن ہے جب کہ قیام پاکستان سے قبل یہ ایک ضلع تھا۔ ڈیرہ غازی خاں ڈویژن دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر واقع ہے اس کے مشرق میں مظفر گڑھ ضلع ہے جب کہ اس کا مغربی حصہ صوبہ بلوچستان کے لورالائی ڈویژن سے ملتا ہے۔ جو سلیمانی پہاڑی سلسلہ ہے اس ڈویژن کا شمالی حصہ صوبہ سرحد کے ڈویژن ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے ملتا ہے اور اس ڈویژن کا جنوبی حصہ صوبہ سندھ کے سکھر اور جیکب آباد ڈویژن سے ملا ہوا ہے اس کو اگر یوں کہیں کہ ڈیرہ غازی خاں ڈویژن چاروں صوبوں کا سنگم ہے تو زیادہ مناسب ہوگا اس لحاظ سے یہ ڈویژن پاکستان کا دل قرار دیا جاسکتا ہے۔

ڈیرہ غازی خان ایک قدیم شہر ہے جو غالباً" چوتھی/ پانچویں ہجری میں آباد ہوا تھا۔ اس علاقے کو آباد کرنے والے میرانی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور یہاں کے والی ریاست غازی خاں اول' دوم یا حاجی خان اول کے نام سے مشہور ہوئے۔ اس علاقے میں پٹھان' بلوچ اور راجپوت قوم آباد ہوئیں جو ابتداء میں زیادہ تر غیر مسلم اقوام تھیں۔ (۲۱)

پانچویں صدی ہجری میں صوفیاء اور علماء نے اس علاقے کو اپنا مسکن بنایا اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی۔ ڈیرہ غازی خاں میں سینکڑوں صوفیاء و علماء مدفون ہیں اور بعض کی قبریں اور خانقاہیں آج بھی مرجع خلائق ہیں۔ **مثلاً**" درگاہ حضرت سید غیاث الدین المعروف پیر عادل شاہ صاحب' حضرت سلطان سخی سرور' حضرت راجن بلند شاہ' حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی' حضرت شیخ نور محمد نارو والا' درگاہ کوٹ مٹھن شاہ' درگاہ حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن وغیرہ وغیرہ۔

ڈیرہ غازی خاں ڈویژن سے تعلق رکھنے والے اولیاء و صوفیاء کا ایک تذکرہ حال ہی میں جناب احمد بدر اقبال صاحب نے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔ اس کے چند اقتباس ملاحظہ کریں۔

"مظفر گڑھ' کوٹ ادو' ڈیرہ غازی خاں' تونسہ شریف' راجن پور' کوٹ مٹھن' علی پور' سیت پور' جام پور اور اس کے گرد و نواح کے دیہات و قصبات کے آثار بہت قدیم ہیں۔ ان بستیوں کو پٹھانوں' بلوچوں اور راجپوتوں نے آباد کیا۔ علماء کرام اور صوفیا عظام نے اس جگہ کو اپنا مسکن بنایا اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے زندگیاں وقف کیں۔"

آگے چل کر رقم طراز ہیں :

"سرزمین ڈیرہ غازی خاں ڈویژن سے تعلق رکھنے والے اولیاء و صلحاء کی تاریخ ڈیرہ غازی خاں ڈویژن سے زیادہ قدیم ہے۔ یہ ابتدائے اسلام سے ایسی برگزیدہ ہستیوں کا مسکن چلا آرہا ہے جنہوں نے نہ صرف اس خطے بلکہ پوری برصغیر میں اسلام کی حقانیت کا ڈنکا بجایا اور کفر و ضلالت کی فضا میں ایمان کا نور پھیلایا۔ صوفیاء ڈیرہ غازی خاں کے اکثر مزارات کی تاریخ میں تحقیق کے علاوہ سینہ بہ سینہ روایات کا کافی عمل دخل ہے۔" (۲۲)

احمد بدر اقبال صاحب آگے صوفیا کے تذکرے میں ڈیرہ غازی خاں کی نام کی نسبت سے متعلق لکھتے ہیں :

"ڈیرہ غازی خاں ریاست کے والی کے نام پر منسوب ہے۔ غازی خاں اول کے زمانے میں یہاں اکثریت کافروں کی تھی۔ غازی خاں اول

نے اوچ شریف میں پیدا ہونے والے بزرگ حضرت ارجن بلند شاہ کو یہاں تبلیغ اسلام کرنے کی دعوت دی اور ساتھ ہی ریاست کا اعلیٰ منصب بھی عطا کیا۔ (۲۳) غازی خاں دوم اس علاقے کے قدیم ترین بزرگ سید غیاث الدین المعروف پیر عادل (م ۴۶۵ھ) کا بہت معتقد تھا۔ اسی نے آپ کا روضہ بنوایا تھا جو موجودہ ڈیرہ غازی خاں سے شمال کی جانب ۱۲ میل کے فاصلے پر ہے۔ قریب ہی غازی خاں دوم کا مقبرہ بھی ہے۔ (۲۴)

ڈیرہ غازی خاں سے تعلق رکھنے والے کئی علماء نے پچھلی صدی ہجری میں مختلف مسائل کے سلسلے میں موقعہ بہ موقعہ اس زمانے کے مرجع خلائق شیخ الاسلام و المسلمین' مفتی اعظم محدث کبیر' اور فقیہہ زمانہ امام احمد رضا خاں سنی حنفی قادری برکاتی محدث بریلوی سے استفادہ کیا۔ اس علاقے سے سب سے پہلا رابطہ' لگ بھگ ۱۳۲۰ھ میں شروع ہوا اور پھر امام احمد رضا بریلوی کے بعد ان کے صاحبزادگان مفتی حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) اور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی (م ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱) سے بھی جاری رہا۔ امام احمد رضا کی شان افتا دیکھ کر یہاں کے علماء نے بھی برملا امام احمد رضا کو وقت کا مجدد دین و ملت تسلیم کیا۔

حضرت مولانا قاضی غلام یٰسین علوی قادری (۲۵)

مولانا قاضی غلام یٰسین ڈیروی ابن حضرت علامہ عبدالرزاق ابن مولانا محمد ابن مولانا قاضی عبدالرحمٰن کا سلسلہ نسب سیدنا عباس علمدار تک پہنچتا ہوا حضرت سیدنا امیرالمومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر

منتہا ہوتا ہے اسی نسبت سے آپ علوی لکھتے تھے۔ آپ کی پیدائش پنجاب کے ضلع قصور کے علاقے بہادر پورہ میں ۱۲۶۲ھ میں ہوئی تھی۔

قاضی غلام یٰسین ڈیروی نے ابتدائی تعلیم سمیت' تفسیر' فقہ' میراث اور حدیث کی تعلیم کی تکمیل بھی اپنے والد ماجد سے کی۔ دورہ حدیث کے دوران قاضی صاحب کے ہم سبقوں میں مفتی نظام الدین' مفتی قمرالدین لاہوری اور مولانا صالح محمد بن غلام باہو بھی شامل تھے جب کہ آپ کے والد ماجد علامہ عبدالرزاق نے دورہ حدیث حضرت مولانا جان محمد لاہوری (م ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء) سے مکمل کیا تھا۔ آپ کے والد ماجد علامہ عبدالرزاق کو خرقہ خلافت حضرت شمس الدین گیلانی (م ۱۳۱۲ھ) ابن سید نور اللہ گیلانی سے حاصل تھا۔

قاضی یٰسین علوی کے پردادا حضرت مولانا عبدالرحمٰن (م ۱۲۹۸ھ) ڈیرہ غازی خاں کے اول قاضی مقرر ہوئے تھے جن کو اس وقت کے والی ریاست ڈیرہ غازی خاں نے موضع اعوان قاری سے بلا کر اپنے شہر کا قاضی مقرر کیا تھا۔ آپ سیدنا شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ نسب کے ایک چشم و چراغ سیدنا نور اللہ شاہ گیلانی علیہ الرحمہ کے مرید خاص تھے جن سے آپ کو خرقہ خلافت بھی حاصل تھا۔ یہ بزرگ صرف آپ کو اپنے سلسلے میں داخل کرنے کے لئے افغانستان سے یہاں تشریف لائے تھے چنانچہ بیعت و خلافت سے نوازنے کے بعد واپس افغانستان چلے گئے۔

قاضی یٰسین علوی نے تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے آبائی ضلع قصور میں تدریسی زندگی کا آغاز کیا اس زمانے میں ڈیرہ غازی خاں کی

ریاست میں آپ کے چچا زاد بھائی مولانا قاضی محمد بن قاضی قطب الدین ڈیرہ غازی خاں میں منصب قضا پر فائز تھے۔ جب مولانا قاضی محمد کا انتقال ہوگیا تو ڈیرہ غازی خاں کے لوگ اصرار کرکے قاضی یٰسین علوی کو ڈیرہ لے آئے اور منصب قضا آپ کے سپرد کیا آپ نے یہاں تدریسی خدمت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ ۱۹۰۷ء میں جب شہر ڈیرہ غازی خاں سیلاب کی نذر ہوگیا اور شہر مغربی کنارے پر آباد ہوا تو آپ نے جدید شہر کے بلاک ۳ میں رہائش اختیار کی اور اس بلاک میں ایک مرکزی عید گاہ کی بنیاد بھی ڈالی اور اپنی ذاتی رقم سے ۱۰ مرلہ زمین خرید کر مرزائیوں کے عبادت خانے کے قریب مسجد اور درس گاہ تعمیر کروائی اور پھر مرزائیوں کا بھرپور رد بلیغ فرمایا۔

حضرت قاضی غلام یٰسین قادری علوی کو سلسلہ قادریہ گیلانیہ میں سید فضل الدین گیلانی القادری (م ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء) ابن سید کمال الدین گیلانی قادری (م ۱۲۹۷ھ) مدفون ڈیرہ غازی خاں ابن سید نور اللہ شاہ گیلانی قادری (م ۱۲۱۶ھ) سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ قاضی صاحب نے میاں سجاول کو خرقہ خلافت عطا کیا۔

قاضی غلام یٰسین صاحب نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی جب کہ دوسری بیوی سے تین صاحبزادے تولد ہوئے قاضی عبید اللہ' قاضی عبدالرحمٰن اور قاضی احمد اللہ۔ آپ کے ایک پوتے مولوی حکیم شمس الدین علوی ابن قاضی عبید اللہ ابھی حیات ہیں اور ڈیرہ غازی خاں میں ہی مقیم ہیں۔ یہ تمام کوائف آپ ہی نے محترم خلیل احمد رانا اور محترم شہزاد کریم فریدی کو بتائے تھے۔

قاضی صاحب کا ۴ ر ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ میں ۸۰ سال کی عمر شریف میں وصال ہوا اور آپ کو ملا قائد شاہ کے احاطہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ نے کوئی قلمی یادگار زیادہ نہیں چھوڑی چند کتابوں پر حواشی تحریر کئے تھے مگر افسوس کہ آپ کے ایک پوتے نے آپ کا پورا کتب خانہ فروخت کردیا جس کے باعث حواشی بھی ضائع ہوگئے۔ چند حواشی حکیم شمس الدین علوی صاحب کے پاس محفوظ ہیں۔ آپ ہی کے پاس امام احمد رضا کا ایک دستی خط اور فتویٰ بھی موجود ہے۔ امام احمد رضا کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی خط و کتابت کافی عرصہ سے قائم تھی اب ملاحظہ کیجئے امام احمد رضا کے خط کی نقل جو آپ نے مولانا قاضی غلام یٰسین صاحب قادری علوی کو غالبا" ۱۳۲۰ھ میں لکھا تھا :

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

بملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم مولوی قاضی غلام یٰسین صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

لطف نامہ تشریف لایا' ممنون یاد آوری فرمایا۔ مولانا! زمانہ غربت اسلام ہے "بدا الاسلام غریبا" وسیعود کما بدا فطوبیٰ للغرباء" غربت کے لئے کسمپرسی لازم ہے' سینوں میں عوام کی توجہ لہو و لعب و ہزل کی طرف اور بد مذہب رافضی ہوں یا وہابی یا قادیانی یا آریہ یا نصاریٰ' سب اپنے اپنے مذہب کی نصرت و حمایت و اشاعت میں کمربستہ ہیں' مال سے

اعمال سے اقوال سے' سنیوں کو کون پوچھتا ہے؟ وقت ہی شیوع ضلالت کا ہے' ان کو اگر کوئی آدھی بات کہے جامہ سے باہر ہوں' ماں باپ کو گالی دے اس کے خون کے پیاسے ہوں اس وقت تہذیب بالائے طاق رہتی ہے' ساری تہذیب اللہ عز و جل اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل برتی جاتی ہے کہ ان کو منہ بھر کر گالیاں دینے والے لکھ لکھ کر چھاپنے والے جو چاہیں بکیں' ان بکنے والوں کا نام ذرا بے تعظیمی سے لیا اور نامہذب درشت گو کا خلعت عطا ہوا' یہ حالت ایمان ہے انا للہ و انا الیہ راجعون ○

ایسوں کے نزدیک تو معاذ اللہ! قرآن عظیم بھی نامہذب ہے

ولا تطع کل حلاف مهین○ هماز مشاء بنمیم○ مناع للخیر معتد اثیم ○ عتل بعد ذالک زنیم○ (سورہ القلم ۱۰-۱۳)

یاایها النبی جاهد الکفار و المنفقین واغلظ علیهم○ (التوبہ : ۷۳)

قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظة○ (التوبہ : ۱۲۳)

ودوالو تدهن فیدهنون○ (القلم:۹)

و لا تاخذکم بهما رافة فی دین الله○ (النور:۲)

بات یہ ہے کہ اللہ و رسول کی عزت قلوب میں بہت کم ہوگئی ہے۔ ماں باپ کو برا کہنے سے دل کو درد پہنچتا ہے۔ تہذیب بالائے طاق رہتی ہے نہ اس وقت اخوت و اتحاد کا سبق یاد ہے' اللہ و رسول پر جو گالیاں برستی ہیں ان سے دل پر میل بھی نہیں آتا' وہاں نیچری تہذیب آڑے آتی ہے۔ اللہ اسلام دے اور مسلمانوں کو توفیق خیر عطا فرمائے۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون○ (الشعراء : ۲۲۷)

مہر انور جس کا ترجمہ ہے وہ فقہ اکبر نہیں ایک نامعتبر رسالہ مولوی صاحب مرحوم کو ہاتھ لگ گیا تھا' فقہ اکبر وہ ہے جس کی شرح علی قاری و بحر العلوم وابوالمنتہی وغیرہم نے کی۔

فقیر کی چار سو تصانیف میں سے شاید ابھی سو بھی طبع نہ ہوئیں' ان میں وہ بھی ہیں جو اس ضرورت کو باذنہ تعالیٰ پورا کرنے والی ہیں جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا طبع فتاوے کا سلسلہ بعونہ تعالیٰ پھر سے شروع ہوا ہے۔ **وحسبنا اللہ و نعم الوکیل**○

تار کی خبر پر افطار حرام محض ہے' افطار بالتحری' تحری غروب میں ہے نہ کہ تحری ہلال' یہاں تو یہ ارشاد ہے کہ **صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ** اور صاف ارشاد ہے کہ "**ان اللہ ہذاہ للرویتہ**" آج تک تمام جہان میں کوئی اس کا قائل نہیں کہ نہ رویت ہو نہ شہادت' تحری کر کے عید کرلیں' "**جاء واحد من خارج المصر**" پر اس کا قیاس محض جہل ہے۔

اس رسالہ کے مصنف کون بزرگ ہیں؟ خیر کوئی بھی ہو مگر تار پر افطار کا حکم اختراع فی الدین ہے' مدت ہوئی کلکتہ میں ایک فتوے میرا اس بارہ میں طبع ہوا تھا ایک ہی نسخہ اس کا باقی ہے حاضر کرتا ہوں' رسید و خیریت سے مطلع فرمائیں۔ والسلام

فتویٰ اب رہا نہیں رسالہ جب طبع ہوا تو اس میں اسے بھی شامل فرمالیں اس میں اور جگہ کی مہریں بھی ہیں۔ (فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ)"

امام احمد رضا خاں بریلوی کے خط میں کوئی تاریخ حاصل نہ ہو سکی

جس کے باعث اس خط کی تاریخ کا تعین مشکل ہے مگر خط کا ایک حوالہ کہ امام احمد رضا کی تصانیف ۴۰۰ سے زیادہ ہوچکی تھیں تاریخ کے تعین میں مددگار ثابت ہوا اور یہ تاریخ ۱۳۲۰ھ یا ۱۳۲۱ھ ہوسکتی ہے کیونکہ آپ خود (۱۳۲۰ھ) کے ایک فتوے (فتاویٰ رضویہ جلد دوم ص ۲۳۵) میں تصانیف کی تعداد ۵۰۰ سو سے تجاوز لکھتے ہیں۔

امام احمد رضا نے اس خط کے ساتھ ساتھ قاضی غلام یاسین صاحب کو اپنا ایک شائع شدہ رسالہ جو ۱۳۰۵ھ میں تحریر ہوا تھا اس کی نقل بھی بھیجی تھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قاضی صاحب نے رویت ہلال سے متعلق استفسار کیا ہوگا اور خط سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی صاحب نے ڈیرہ غازی خاں کے ایک عالم دین کا اس موضوع پر رسالہ بھی بھیجا تھا جس کا آپ نے رد فرمایا۔ جیسا کہ خط میں لکھا ہے :

"اس رسالہ کے مصنف کون بزرگ ہیں خیر کوئی بھی ہو مگر تار پر افطار کا حکم اختراع فی الدین ہے۔"

امام احمد رضا نے جو رسالہ اس خط کے ساتھ روانہ کیا اس کا نام تھا۔

ازکی الاھلال بابطال ما احدث الناس فی امرالھلال (۱۳۰۵ھ)

ترجمہ : رویت ہلال کے بارے میں لوگوں کی ایجاد کردہ خبر (تار و خط) کو باطل کرنے میں عمدہ بحث۔

جو رسالہ قاضی صاحب نے بھیجا وہ مولانا احمد بخش صادق ڈیروی کا عربی رسالہ "ہدیتہ الاعزۃ والاشرف بجواز العمل بخبر التلغراف" تھا۔ اس وقت تک مولانا احمد بخش صادق کا امام احمد رضا سے کوئی تعارف نہ

تھا اور حسن اتفاق سے غلام یٰسین صاحب کے نام امام احمد رضا کا یہ مکتوب ہی رابطہ کا ذریعہ بنا۔

مولانا احمد بخش صادق چشتی سلیمانی ڈیروی

مولانا احمد بخش بن مولانا دین محمد بن مولانا عطا اللہ بن مولانا حافظ محمد شفیع بن مولوی عبدالکریم بن مولوی عبداللہ کی ولادت ۱۲۶۲ھ میں شہر ڈیرہ غازی خاں میں ہوئی آپ کے مورث اعلیٰ مولانا عبداللہ صوبہ سرحد کے علاقے بنوں سے سلطان شہاب الدین کے عہد خلافت میں ڈیرہ غازی خاں کی ریاست میں تشریف لائے۔ (۲۶)

مولانا احمد بخش ڈیروی نے دینی تعلیم اپنے والد کے علاوہ اپنے نانا مولوی رحمت اللہ (مرید خاص حضرت شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمہ) سے حاصل کی اور ۱۴ سال کی عمر شریف میں علوم نقلیہ و عقلیہ سے فراغت پائی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ڈیرہ غازی خاں میں ایک مسجد نواب احمد یار خاں خاکوانی کے تعاون سے تعمیر کروائی اور اس میں مدرسہ "چشتیہ نظامیہ" قائم کیا۔ آپ طویل عرصہ تک اس مدرسہ میں خدمت انجام دیتے رہے۔ حضرت خواجہ محمود تونسوی (م ۱۳۴۸ھ / ۱۹۳۹ء) نے جب ۱۳-۱۹۱۲ء میں تونسہ شریف میں مدرسہ "سلیمانیہ محمودیہ" قائم کیا تو مولانا احمد بخش صادق کی خدمات حاصل کیں اور آپ کو اس کا صدر مدرس بنادیا۔ (۲۷) آپ بحیثیت صدر مدرس اس مدرسہ کی ۴ سال خدمت فرماتے رہے اور پھر واپس ڈیرہ غازی خاں تشریف لے آئے۔

مولانا احمد بخش تونسہ شریف کے سجادہ نشین خواجہ اللہ بخش تونسوی

(م ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء) ابن خواجہ گل محمد تونسوی ابن خواجہ شاہ سلیمان تونسوی (م ۱۲۶۷ھ / ۱۸۵۰ء) سے بیعت تھے آپ صاحب قلم بزرگ تھے۔ آپ نے چند تصانیف عربی' فارسی' اور اردو زبان میں یادگار چھوڑی ہیں جن میں چند طبع بھی ہوئی ہیں مثلاً"

۱۔ ارضا الجود اللکریم --- قصیدہ بزبان فارسی ۱۳۵۲ھ

۲۔ ہدیتہ الاعزہ والاشرف بجواز العمل بخبر التلغراف --- عربی زبان میں مطبوعہ۔

۳۔ مناسبہ وقت ۱۳۵۱ھ مطبوعہ

۴۔ نعتیہ قصیدہ زبان عربی غیر مطبوعہ

۵۔ رسائل رد وہابیہ

۶۔ ترجمہ پہلا پارہ بزبان سرائیکی مطبوعہ

مولانا احمد بخش ڈیروی جب مدرسہ محمودیہ سے واپس اپنے شہر ڈیرہ غازی خاں آئے تو اپنے علاقے بلاک ۱۲ میں ایک عظیم الشان مسجد کی بنیاد رکھی اور اپنی تمام جائیداد فروخت کرکے اس مسجد کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اس مسجد کی تعمیر میں خواجہ محمود تونسوی نے بھی بھرپور مدد فرمائی یہ مسجد شہر کی قدیم مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ جو پہلے ان کے نام پر مولانا احمد بخش مسجد کہلاتی تھی۔ اور اب یہ جماعت اسلامی کی تحویل میں ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر نذیر احمد مسجد کہلاتی ہے۔ (۲۸)

مولانا احمد بخش کا وصال ۹۰ برس سے زیادہ کی عمر میں ۲ رجب المرجب ۱۳۶۷ھ بروز بدھ بمطابق ۱۳ جون ۱۹۴۵ء کو ہوا۔ مزار مبارک مولانا احمد بخش کی قائم کردہ مسجد کے احاطہ میں ہی ہے اور آپ کے مزار

کے ساتھ آپ کے ایک بیٹے مولانا محمد شفیع (م ۱۹۸۶ء) کا مزار بھی ہے۔ مزار کی دیکھ بھال نہ ہونے کے باعث کتبہ پر مرقوم عبارت مٹ گئی ہے۔ آپ کا خاندان آج بھی بلاک ۱۲ میں مقیم ہے۔ (۲۹)

مولانا احمد بخش صادق ڈیروی کے حالات کے سلسلے میں جناب خلیل احمد رانا صاحب نے محترم جناب اسد نظامی کی دو صفحات پر مشتمل نقل احقر کو روانہ کی تھی۔ یہ تحریر دراصل اسد نظامی نے بروز جمعہ ۱۴۰۱ھ میں مولانا احمد بخش کے صاحبزادے مولانا محمد شفیع صاحب سے انٹرویو لینے کے بعد لکھی تھی۔ جناب مولانا محمد شفیع صاحب (م ۱۹۸۶ء) نے انٹرویو میں سینہ بہ سینہ روایت بیان کی کہ ان کے والد ماجد اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے تعلقات کس طرح قائم ہوئے آپ نے بتایا کہ :

"والد ماجد نے تار و ٹیلی فون کی خبر پر روزہ رکھنا اور یکم شوال المکرم کو عید پڑھانے کے جواز میں بزبان عربی ایک مبسوط رسالہ لکھا اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں شائع شدہ کتاب ارسال کی تو جواب میں اعلیٰ حضرت نے نہ صرف اپنا قلمی فتویٰ ارسال کیا بلکہ فتاویٰ رضویہ جلد اول طبع اول بھی بھیجی جس میں تار و ٹیلی فون کی خبر کو غیر معتبر قرار دیا۔ اعلیٰ حضرت کی علمی تحقیق دیکھ کر رجوع کرلیا لہٰذا اسی بنا پر اعلیٰ حضرت سے خط و کتابت شروع ہوگئی۔ تین بار والد ماجد بریلی شریف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہوئے۔ اور اعلیٰ حضرت سے سلسلہ عالیہ قادریہ کی خلافت بھی حاصل کی۔

مولانا شفیع صاحب نے مزید بتایا کہ :

"آپ نے ایک عربی نعتیہ منظوم کلام لکھنے کا ارادہ کیا اور اعلیٰ

حضرت کی خدمت میں پہلا شعر (مطلع) لکھنے کی استدعا کی تو اعلیٰ حضرت نے عربی زبان میں پہلا شعر مولانا صادق کی خدمت میں لکھ کر ارسال فرمادیا اور پھر آپ نے طویل قصیدہ لکھ کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں تصیح کے لئے ارسال کیا تو اعلیٰ حضرت نے زعفران کی سیاہی سے اس کی تصیح کرکے واپس ارسال فرمادیا۔

مولانا محمد شفیع صاحب نے مزید بتایا کہ :

اعلیٰ حضرت نے قصیدہ غوثیہ کی عربی شرح لکھ کر تقریظ لکھوانے کے لئے قلمی نسخہ ارسال کیا تھا اس پر مولانا احمد بخش صادق صاحب نے بزبان عربی تقریظ بھی لکھی تھی مگر یہ نسخہ ہمارے کتب خانے سے مفقود ہوگیا۔

آپ نے مزید بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

"اگرچہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے متعدد مکتوب گرامی بنام مولوی احمد بخش علیہ الرحمہ موجود تھے مگر مرور زمانہ کی نذر ہوگئے اور اب صرف ۸ عدد مکتوب گرامی اور چند قلمی فتوے باقی رہ گئے نیز ایک مکتوب گرامی اعلیٰ حضرت کے صاجزادے مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا مولانا احمد بخش کے نام بھی ہمارے پاس موجود ہے۔" (۳۰)

آخر میں آپ نے بتایا کہ والد ماجد نے اعلیٰ حضرت کی بعض تصانیف پر تقاریظ (۳۰ الف) لکھی تھیں اور خود مولانا احمد بخش صادق صاحب نے رد وہابیہ کے سلسلے میں متعدد رسائل تحریر کئے تھے۔ (۳۱)

مولانا احمد بخش صادق ڈیروی کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں سے مراسم اس وقت قائم ہوئے تھے جب امام احمد رضا نے مولانا قاضی

غلام یٰسین قادری علوی کو مکتوب لکھا تھا جس میں آپ نے مولانا احمد بخش صادق صاحب کا نام لئے بغیر ان کے عربی رسالہ کا رد کیا تھا اور اپنا ایک رسالہ مولانا علوی صاحب کو بھیجا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا غلام یٰسین صاحب اعلیٰ حضرت کا مکتوب اور ان کا رسالہ "ازکی ھلال" لے کر ضرور مولانا احمد بخش صاحب کے پاس گئے ہوں گے مگر بقول مولانا محمد شفیع کہ ان کے والد ماجد (مولانا احمد بخش صادق) نے اپنا عربی رسالہ رویت ہلال کے مسئلے سے متعلق اعلیٰ حضرت کو بھیجا تھا یہ بھی ممکن ہے کہ اعلیٰ حضرت نے مولانا یٰسین صاحب کے خط ہی میں اس کا ذکر کردیا ہو لیکن دونوں صورتوں میں یہ خط اور اعلیٰ حضرت کا اپنا رسالہ مولانا صادق کے مطالعہ میں ضرور آئے کیونکہ ان کا ایک مکتوب بنام امام احمد رضا اس بات کی نشان دہی کررہا ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کے رسالے سے اور اپنے رسالے کے رد کئے جانے سے خوش نہیں تھے اور غالباً ابھی تک مولانا احمد بخش صاحب امام احمد رضا کی علمی وجاہت سے بھی پوری طرح پر آگاہ نہیں تھے چنانچہ ناراضگی میں جو آپ نے خط لکھا ہے اس کے اقتباس ملاحظہ کیجئے:

از ڈیرہ غازی خاں

المستغنی عن التعریف والتوصیف مولانا المکرم دام مجدہ'

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ

"آج جناب کا مراسلہ مبارک بنام غلام یٰسین مع ایک رسالہ کے جس میں ایک فتویٰ متعلق عدم جواز افطار بجز تار درج ہے نظر سے گزرا...... مراسلہ میں بعد اس کے کہ بدمذہب لوگوں پر تشنیع اور تغلیظ

اور مسلمانوں کی موجودہ حالت پر اظہار تاسف کیا گیا لکھا ہوا پایا کہ

تار کی خبر پر افطار حرام محض ہے۔ افطار کے بالتحری غروب میں ہے نہ تحری ہلال میں...... جاء واحد من خارج المصر پر اس کا قیاس محض جہل ہے۔ اس رسالے کے مصنف کون بزرگ ہیں خیر کوئی بھی ہوں مگر تار پر افطار کا حکم اختراع فی الدین ہے...... و نیز یہ کہ خاکسار کو بھی جناب کا یہ فتویٰ پہلے کبھی نہیں پہنچا بلکہ جناب کا نام بھی کم از کم ایک ماہ سے سنا گیا......

آخر میں اس قدر گزارش کرنے سے باز نہیں رہا جاسکتا کہ میں سنی حنفی چشتی سلیمانی ہوں اور جناب کے حنفی قادری ہونے کا تہہ دل سے شکر گزار اس لئے تحریر میں ہر وقت یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ جناب اور خاکسار دونوں پابند قواعد و روایات فقیہہ کے ہیں اور ہم میں سے کوئی مجتہد نہیں......

پس اگر مناسب سمجھیں تو ہر ایک امر کے متعلق علیحدہ علیحدہ بحث کرنا پسند فرمادیں بدیں شرط کہ تا وقت کہ ایک امر طے نہ ہو دوسرے میں شروع نہ کیا جاوے......

عبدالضعیف احمد بخش عفی عنہ (۳۲)

مولانا احمد بخش صادق کے اس خط کا جو جواب امام احمد رضا نے دیا ہوگا وہ محفوظ نہ رہ سکا البتہ مولانا محمد شفیع کے انٹرویو سے ظاہر ہوتا ہے کہ جواب اتنا تسلی بخش تھا کہ والد ماجد نے اپنے رسالے سے رجوع فرمالیا اور امام احمد رضا کا تبحر علمی پڑھ کر ان کے ایسے معتقد ہوئے کہ جلد ہی بالمشافہ ملاقات کرنے کے لئے بریلی تشریف لے گئے اور پھر مزید دو

دفعہ اور گئے۔ خط و کتابت کا یہ سلسلہ اعلیٰ حضرت کی حیات تک ہی جاری نہ رہا بلکہ ان کے وصال (۱۳۴۰ھ) کے بعد بھی احمد بخش صاحب نے بریلی شریف سے امام احمد رضا کے صاجزادگان سے تعلق قائم رکھے چنانچہ ایک مکتوب جو حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی (م ۱۴۰۲ھ) کا بنام مولانا احمد بخش صادق موجود ہے اس بات کی گواہی کے لئے کافی ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند کا یہ مکتوب ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۳ء کا ہے۔ (۳۳)

امام احمد رضا کے تمام خطوط کے متن کو یہاں پیش نہیں کیا جاسکتا البتہ ایک دو مکتوب کا ذکر تفصیل سے کیا جارہا ہے ملاحظہ کیجئے مکتوب رضا جو امام احمد رضا نے ۱۳۳۴ھ میں لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب مولانا المولوی احمد بخش صاحب الچشتی النظامی ادام اللہ تعالیٰ علیہ فضلہ

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔

فقیر نے گزارش کی تھی کہ جب فتاویٰ (فتاویٰ رضویہ کی جلد اول) میں رسالہ "اجلی الاعلام ان الفتویٰ مطلقاً علی قول الامام" (۳۴) چھپ جائے گا حاضر کرے گا مگر اتفاق کہ رجب سے اور آخر شوال تک کوئی پریس مین نہ ملا چند کاپیاں باقی تھیں کہ اب چھپیں لہٰذا اسی قدر صفحہ ۳۸۰ تک ہی حاضر کرتا ہوں اس کے بعد اجلی الاعلام اور چھپن کاپیاں تیار رکھی ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ وقتاً" فوقتا" ارسال کرے گا۔ الدولتہ المکیتہ کا

بقیہ ابھی کہاں طبع ہوا۔ حسب استدعا اجازت نامہ حصن حصین شریف و کتب حدیث وسائر علوم مرسل ہے اگرچہ فقیر کہاں اس قابل ہے۔ الکنز الکرام حسنان الظنون منتخب کنز العمال مستقل کہیں طبع نہ ہوا یہی ہے جو ہامش مسند پر ہے والسلام مع الکرام

العبد الفقیر احمد رضا عفی عنہ ۲ ذیقعدہ الحرام ۱۳۳۴ھ البتہ کنزالعمال مستقل ۸ جلد میں حیدر آباد کے مطبع دائرۃ المعارف میں چھپ گئی ہے اگر مطلوب ہو وہاں سے طلب فرمائیں اب ۱۷ روپے قیمت ہے میں نے ابتداء میں خریدی تھی جب کہ اس کے تین روپے تھے والسلام"

(غیر مطبوعہ مکتوب)

امام احمد رضا نے اس مکتوب کے ساتھ ہی مسند خلافت و اجازت روانہ کی تھی جس پر ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ تاریخ درج ہے اس سند کا عکس مقالہ کے آخر میں شائع کیا جارہا ہے۔

مولانا احمد بخش صادق ڈیروی نے کئی مسائل پر استفتاء کی شکل میں بھی استفسار کیا چنانچہ صرف ایک استفتاء اور اس کا جواب مختصراً" یہاں منتقل کررہا ہوں باقی فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

مثلاً"

(۱) فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۹۱

(۲) فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۸۹ ۔ ۹۲

(۳) فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۵ حصہ پنجم صفحہ نمبر ۳۸۶۔۳۹۱

از تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خاں

مسئولہ : مولانا احمد بخش صاحب ساکن ڈیرہ غازی خاں مہتمم مدرسہ محمودیہ

۲۴ ذیقعدہ ۱۳۳۶ھ

سیدی سندی اعتضادی و علیہ اعتمادی البحر البحر العلامتہ الفہامتہ الالمعی اللوذعی حضرت مجدد المائتہ الحاضرۃ ادام اللہ برکاتہم و القابہم الی یوم الدین۔ آداب عجز و نیاز بے انداز بجا بجا لاکر عرض کرتا ہوں کہ خاکسار کو ہر لحظہ عافیت مزاج شریف و قضائے حاجات ذات مستجمع الصفات اہم مادب و اعظم مطلب ہے۔ ان ایام میں ایک واقعہ پیش آیا جس میں بعض ابناء الزمان مخالف ہیں اور مفصل طور پر میری اس تحریر ناقص سے جو بغرض استصواب ابلاغ خدمت اقدس ہے واضح ہوگا۔ چونکہ جناب کے بغیر خاکسار کا کوئی محل اعتماد نہیں اس لئے تکلیف دی گئی ہے کہ براہ بندہ نوازی جواب بالصواب سے جو مدلل مفصل ہو خاکسار کو معزز و ممتاز فرمائیں عین عنایت ہوگی اور اس تقریر کے آخر میں اپنی رائے صائب سے آگاہ فرما کر بدستخط خاص مزین فرمادیں۔ (۳۵)

مولانا احمد بخش ڈیروی صاحب نے مسئلہ بیان کرنے سے قبل اپنا عربی کا ایک شعر لکھا جس کے دوسرے مصرعہ میں اعلیٰ حضرت کی طرف اشارہ ہے۔

یارب بک الاعتصام و منک التوفیق
و یا شفیق یا رفیق نجنی من کل ضیق

ترجمہ : اے میرے رب کریم! تو ہی میرا آسرا ہے اور تجھ ہی سے توفیق ہے۔

اے شفیق و رفیق مجھے ہر تکلیف سے نجات عطا فرما۔

اس کے بعد مولانا احمد بخش صادق صاحب نے اپنا پورا مسئلہ اور اس کا جواب لکھ کر امام احمد رضا کو تصحیح کے لئے روانہ کیا سوال دراصل مقتدی کے سجدہ سہو سے متعلق ہے جیسا کہ مسئلہ کے شروع میں مولانا صادق صاحب نے تحریر کیا:

"اگر موتم سے سہو ہو تو اعادہ صلوۃ اس پر واجب نہیں کیونکہ جمع فقہائے نے متون اور شروح میں تصریح فرمائی ہے کہ موتم پر اپنے سہو سے سجدہ سہو لازم نہیں...... (۳۶)

امام احمد رضا نے اس کا مدلل جواب دیا یہاں اس کے چند اقتباس ملاحظہ کیجئے :

الجواب!

وباللہ توفیق موئید السائل الفاضل دام بالفضائل (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سائل فاضل جن کے فضائل ہمیشہ رہیں) کی تائید کرتے ہوئے کہتا ہوں۔

ا۔ بزاز مسند اور بیہقی سنن میں امیر المومنین سید نا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس علی من خلف الامام سھو فان سھا الامام فعلیہ وعلی من خلفتہ

ترجمہ : امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے پر سہو نہیں اگر امام بھول گیا تو اس پر اور اس کے مقتدیوں پر سجدہ سہو ہے۔ (۳۷)

امام احمد رضا نے مزید ۱۵ دلائل اور حوالہ جات سے اپنے فاضل

دوست کی تائید فرمائی کہ فقہا کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقتدی کی سہو پر کوئی سجدہ سہو کا حکم نافذ نہیں ہوتا۔

مولانا احمد بخش صادق ڈیروی صاحب نے اپنا ایک نعتیہ قصیدہ بزبان عربی ۱۱۴ اشعار پر مشتمل' امام احمد رضا کی خدمت میں تصیح کے لئے پیش کیا۔ امام احمد رضا ان دنوں کافی علیل تھے اور نینی تال آرام وعلاج کے لئے گئے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود علمی اور قلمی مشاغل میں کوئی کمی نہیں آئی اس قصیدہ کے سلسلے میں امام احمد رضا نے مولانا صادق صاحب کو ۳ خطوط لکھے تھے جب تیسرا خط روانہ کیا تو اس کے ساتھ تصیح شدہ عربی قصیدہ کا مسودہ بھی تھا ان خطوط کے اقتباس ملاحظہ کیجئے:

۱۔ بملاحظہ مولنا المکرم ذی المجد الاتم والفضل الاکرم
السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ'

نامی نامہ بریلی سے واپس ہوکر یہاں (بھوالی نینی تال) آیا۔ فقیر ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس مبارک پڑھ کر شام سے سخت علیل ہوا کہ ایسا مرض کبھی نہ ہوا تھا۔ میں نے وصیت نامہ لکھوادیا بحمدہ تعالیٰ مولیٰ عز و جل نے شفا بخشی ولہ الحمد۔ اسی دوران میں آپ کا قصیدہ حمیدہ نعتیہ آیا تھا مجھ میں دیکھنے کی قوت کہاں تھی۔ وہ کاغذات میں مل گیا اور مہینوں گم رہا۔ مجھے زیادہ ندامت اس کی تھی کہ جناب نے تحریر فرمایا تھا کہ اس کا مثنی یہاں نہیں۔ مگر الحمد للہ مہینوں کے بعد مل گیا۔ زوال مرض کو مہینے گزرے مگر جو ضعف شدید اس سے پیدا ہوا تھا اب تک بدستور ہے......

(۳۸)

۲۔ دوسرا خط اس وقت لکھا جب مولانا احمد بخش صاحب نے ایک استفتاء میں اپنے قصیدہ کا ذکر کیا تو امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے اس کا جواب ایک مکتوب میں دیا :

مولانا المکرم

...... قصیدہ مبارک انشاء اللہ تعالیٰ رجسٹری حاضر کروں گا میں نے کل سے اسے دیکھنا شروع کیا ہے۔ آج کا دن ایک بدمذہب گمراہ کے رد میں صرف ہوا اور ظاہرا" کل بھی اس میں صرف ہو۔ یوں ہی انشاء اللہ تعالیٰ فرصت میں دیکھ کر جلد حاضر کروں گا۔ کل میں نے اس کا ایک ورق کامل دیکھ لیا بلکہ معنا" تین صفحہ پہلا صفحہ بنادیا تھا۔ اس میں بعض قافیے موسہ تھے اور بعض غیر موسہ۔ میں نے سب کو موسہ کردیا پھر جو آگے دیکھا تو اکثر غیر موسہ تھے۔ تمام قصیدے میں صرف ۲۸ قافیوں میں تاسیس دخیل تھے اور ۸۶ میں نہیں تو خیال ہوا کہ موسہ ہی کی تبدیلی چاہئے تھی لہذا پہلے صفحہ بنے ہوئے کو دوبارہ بنانا پڑا اور سب قافیوں کو بلا تاسیس کردیا۔ رسید مسائل سے مطلع فرمائیں والسلام فقیر احمد رضا غفرلہ شب ۲۶ ذیقعدہ' ۱۳۳۹ھ (از بھوالی ضلع نینی تال)

امام احمد رضا نے جب یہ قصیدہ پورا دیکھ لیا اور تصیح فرمادی تو اس کو رجسٹری کے ذریعہ ارسال کیا ساتھ میں ایک خط بھی تھا اس کا بھی اقتباس ملاحظہ کیجئے :

جناب مولانا المبجل المکرم دام بالمجد والکرم

امتثال فرمائش کو قصیدہ مبارک دیکھ کر حاضر کرتا ہوں۔ فقیر نہ عروضی ہے نہ لغوی' فنون و ادب میں درسیات بھی نہ پڑھیں۔ نہ یہاں

پہاڑ پر کوئی کتاب لغت و ادب و عروض کی حاضر۔ اپنے ذوق پر جو خیال آیا عرض کیا۔ میرے نزدیک حتی الامکان احتیاج تاویل سے بچنا چاہئے کہ حدیث میں فرمایا :

ایاک و ما یعتذر منہ

زحاف نامطبوعہ سے اگرچہ مجوز بلکہ عرب میں مروج بھی' حتی الوسع احتراز اچھا معلوم ہوتا ہے۔ **فعلن** ضرب میں بدلنا تو ضروری تھا ہی بوجہ کثرت عروض میں رہنا دیا ورنہ میرے مذاق پر ثقیل ہے۔ نظم عربی میں دخیل و تاسیس کی رعایت واجب ہے۔ ہوتا تو ب میں تا حالانکہ ۸۶ میں نہیں صرف ۲۸ میں ہے انہیں کو بدل دیا۔

جناب مولنا **اصل** مسودہ بوجہ تنگی باکثرت حواشی ترمیمات اس قابل نہ رہا تھا کہ پڑھنے میں آئے لہٰذا اسے صاف کراکر حاضر کرتا ہوں۔ اشعار سامی سیاہی سے ہیں اور ترمیمیں سرخی سے۔ مجھے کئی روز سے **بشدت** بخار تھا **بفضلہ** تعالیٰ آج اتر گیا مگر کل سے درد پہلو ہے میں اس **مبیضہ** کو خود نہ دیکھ سکا ممکن کہ اغلاط رہ گئی ہوں وہ نظر سامی پر محول ہیں۔ (۳۹)

اب اس قصیدہ میں چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

جل العنا وقل خل سیّال
ولا اخاف حیث انت المؤئل
یامن علی کل علی اوعتلی
یامن من الکل هوالا فضل
یامن بدی **فیما** بدی نورہ

اصل اصیل والسوی سائل
یارحمتہ للعالمین ومن
بہ امان لی اذا ازک

(۴۰)

مولانا احمد بخش صادق ڈیروی نے فارسی زبان میں بھی ایک منظوم قصیدہ "ارضا الجواد الکریم" کے نام سے تحریر کیا تھا جو ۱۳۴۹ھ میں شائع بھی ہوا اس کی دوبارہ اشاعت "لاازن سمت" ۱۳۵۴ھ کے تاریخی نام سے ہوئی تھی۔ اس فارسی قصیدہ شریف میں ۲۰۵ اشعار ہیں۔ جس زمانے میں اس کی اشاعت ہوئی تھی اس زمانے میں اہل دیوبند نے مسئلہ بشریت چھیڑا ہوا تھا اور اس علاقے میں مولوی غلام محمد گھوٹوی اور قاضی عبیداللہ پیش پیش تھے اور جگہ جگہ اس زمانے میں اہل دیوبند کے ساتھ علماء اہل سنت کے مناظرہ بھی ہورہے تھے۔ مولانا احمد بخش صادق صاحب نے اس سلسلے میں بریلی شریف سے رابطہ بھی کیا اور خود اس منظوم قصیدہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت سے متعلق اشعار کہہ کر اپنے عقیدہ کا اظہار بھی کیا۔ اس قصیدہ میں چند اشعار ایسے بھی ہیں جو امام احمد رضا کی تعلیمات کی عکاسی کرتے ہیں۔ اب چند اشعار ملاحظہ کیجئے مولانا احمد بخش ڈیروی نے جگہ جگہ خود اشعار کی مختصر شرح بھی لکھی ہے ملاحظہ کیجئے :

ای بہ طہٰ وبہ یٰسین عجب ایں ناموری
چہ خوش ایں طیب اداؤ چہ خوش ایں مختصری

صادق عرض کرتا ہے کہ اے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

باری عزاسمہ کی جانب سے آپ کو طٰہٰ اور یٰسین سے نام رکھنا اور آپ کا ان سے مشہور ہونا عجیب ہے۔ کیا خوش ہے یہ ادا اور کیا خوش ہے یہ اختصار۔ (۴۱)

اب وہ اشعار ملاحظہ کریں جس میں امام احمد رضا اور ان کی تعلیمات کا ذکر ہے۔

مفتیان حرمین اند و رضا خواستہ اند
زندگی دادہ بہ تیغی زکرم گستری

حرمین شریفین کے حضرات مفتی رضا کے طالب ہیں۔ جنہوں نے اپنی کرم گستری سے تلوار کے اثر سے زندگی بخشی ہے۔ (نوٹ : لفظ رضا سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور تیغ سے کتاب "حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین" کی طرف اشارہ ہے۔ (۴۲)

نیز فرمودہ کہ لم یعرفنی من احد
غیر ربی الملک المالک فاستکثر

یہ بھی آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے اپنے پروردگار بادشاہ اور مالک کے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔ پس اس کو بہت دلائل کے برابر سمجھ لے۔
نوٹ: یہ حدیث شریف اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرۃ نے اپنے رسالے میں ذکر فرمائی ہے۔ الفاظ یہ ہیں :

لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی (۴۳)

ایک اور شعر میں امکان نظیر کا رد کرتے ہوئے امام احمد رضا کی کتاب حسام الحرمین کی طرف اشارہ کرتے ہیں ملاحظہ کیجئے :

گہ در امکان نظیرش نظر کج کر دی

شرف ختم نبوت توگہی منکری

اور کبھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظیر (مثل) ممکن ہونے میں نظر کو ٹیڑھا کرتا ہے اور کبھی خاتم النبین ہونے کے عزت اور شرف کا انکار کرتا ہے۔ نوٹ : اسماعیل دہلوی نے "صراط مستقیم" میں لکھ دیا کہ آپ کے بعد نبیوں کا آنا ممکن ہے اور نانوتوی نے بھی یہی مسلک اختیار کیا جس کا ذکر اور اس پر مفتیان حرمین شریفین سے کفر کے فتوے لگنے کا بیان "حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین" میں مفصل درج ہے۔ (۴۴)

اس قصیدہ کا آخری شعر ملاحظہ کیجئے :

باد ہر وقت سلام و صلوات و برکات
برتوؤ ہر ہمہ زیشان کہ تو مستبشری

ہر وقت سلام اور صلوات اور برکات آپ پر ہوں اور سب ان حضرات پر ہوں جن سے آپ راضی اور خوش ہیں۔ (۴۵)

آخر میں مولانا احمد بخش ڈیروی کے ایک رسالہ "مناسب وقت" کا اقتباس ملاحظہ کیجئے۔ جس میں انہوں نے وہابیہ کا مسئلہ بشریت میں رد کیا ہے۔

"یہ وہابیہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بالکل خالی ہیں اور ان کے قدر اور رتبہ سے بالکل ناواقف اور جاہل ہیں۔ (۴۶)

آگے چل کر لکھتے ہیں :

آپ تجربہ کریں کہ جب ان میں سے خواہ کوئی بھی ہو یہ کہے کہ انکار بشریت انکار قرآن ہے تو تم اس کو یہ کہو کہ قرآن میں صرف بشر تو

نہیں بلکہ "بشر مثلکم" ہے۔ پس کفار کی مانند آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنا تیرا دھرم میں فرض ہوا (۴۷)

مولانا امام بخش فریدی جامپور (۴۸)

مولانا امام بخش فریدی ابن مولانا محمد حسین قوم قریش سے تعلق رکھتے تھے آپ کے اجداد سولھویں پشت قبل سیستان کے راستے افغانستان آئے اور بعد میں پنجاب میں آباد ہو گئے۔ آپ کی پیدائش فاضل پور ضلع راجن پور میں ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد جام پور کی مسجد جھکڑاں سے متصل مدرسہ میں ۳۶ سال مسلسل تدریسی خدمت انجام دی۔ کچھ عرصہ کوٹ مٹھن ضلع راجن پور کی جامع مسجد میں بھی امامت فرمائی۔ آپ کا سلسلہ بیعت حضرات خواجہ فرید علیہ الرحمہ (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) سے تھا اور خلافت آپ کو حضرت غلام فرید کے صاحبزادے خواجہ محمد بخش المعروف خواجہ نازک کریم (م ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۰ء) سے حاصل تھی۔ آپ کا وصال ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء کو ہوا اور جام پور کے قبرستان ہی میں آپ کی تدفین ہوئی آپ کے مزار پر ہر سال عرس کے موقع پر اجتماع ہوتا ہے اور مزار پر جو کتبہ لگا ہوا ہے اس پر فارسی میں یہ اشعار کندہ ہیں۔

هزار حیف کہ آقائے مولانا مبرور
فرید دھر تعلیم و بزہد بس مشہور
سہ شنبہ بست و چہارم جمادی الثانی
بخلد کرد مقر خود زما شد مستور

چو قاضی جست سند وصل ایں ندا آمد
خطاب کردہ برحوم بودہ مغفور

۱۳۵۴ھ

آپ کے دو صاحبزادے تھے اور دونوں ہی انتقال فرما چکے ایک کا اسم گرامی مولانا خادم حسین تھا اور دوسرے مولانا تصدق احمد ثاقب (م ۱۹۴۸ء)۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے اور علاقے میں آپ کی کئی کرامت مشہور ہیں ایک کرامت ملاحظہ کیجئے :

"مولانا نیاز احمد فریدی (م ۱۴۱۱ھ ر ۱۹۹۱ء) جو آپ کے داماد تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے گھبراتا تھا مگر حضرت امام بخش مجھے انتقال کے بعد ۱۲ سال مسلسل خواب میں آکر جمعہ کے خطبہ کی تیاری کرواتے رہے۔"

آپ کے تلامذہ میں چند نام بہت مشہور ہوئے۔ مولانا فضل حق ڈیروی (م ۱۹۶۵ء) (۲) قاضی فیض محمد (م ۱۹۶۴ء)' قاضی شاکر محمد (م ۱۹۶۰ء) مولوی حکیم جان محمد گداز وغیرہ حضرت امام بخش فریدی علیہ الرحمہ نے چند کتب بھی تصنیف فرمائی تھیں۔

۱۔ شرح کافی (نہ کوئی آدم نہ کوئی شیطان بن گئی اے کل کوڑ کہانی)

یہ کتاب دراصل امام بخش صاحب نے اپنے پیر و مرشد خواجہ غلام فرید علیہ الرحمہ کی کافی "نہ کوئی آدم نہ کوئی شیطان سب ہے کوڑ کہانی" پر اعتراضات کے جواب میں لکھی تھی۔ شرح کافی کے مقدمہ میں اس کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"اما بعد! کہتا ہے فقیر امام بخش فریدی جام پوری کہ جناب حضرت

شیخ صاحب قطب الاقطاب خاتم ولایت محمدیہ علی صاحبہا الف تحیہ حضرت شیخ اکبر محمد بن علی محی الدین بن العربی قدس سرہ العزیز کی ایک رباعی عربی زبان میں اور میرے مرشد محقق فرد الافراد فرید فی التوحید حضرت خواجہ صاحب شیخ غلام فرید قدس سرہ العزیز کی ایک کافی ہندی زبان میں گنجینہ اسرار تھیں لیکن کند فہم نارسا طبع متعصب دونوں شیخوں پر زبان طعن دراز کررہے تھے۔ چونکہ فقیر مشائخ کرام "موحدین وجودیہ" میں سے ہے۔ دشمنوں کے طعن گوارا نہ کرسکا اور چاہا کہ اس کافی اور رباعی کے شرح کرکے زبان طعن کی دونوں شیخوں سے نیز ان کے کلام الملوک ملوک الکلام سے دور کردے البتہ جو لوگ ضدی ہٹ دھرم ہیں ان سے کوئی چارہ نہیں۔" (۴۹)

مولانا امام بخش فریدی علیہ الرحمہ نے ایک رسالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت سے متعلق اس زمانے میں لکھا جب ڈیرہ غازی خاں میں یہ موضوع مناظرہ کا عنوان بنا ہوا تھا اس جامع رسالہ بعنوان "فیصلہ بشریت" کا یہاں خطبہ ملاحظہ کیجئے۔

"الحمد للہ ہادی البشر والصلوۃ علی سید نا محمد رسول الجن و البشر وعلی الہ و اصحابہ والذ ین جاہدو الکفرۃ و القائلتہ للرسول البشر اما بعد!

فقیر امام بخش شیخ نسباً" حنفی مذہباً" چشتی شرباً" فریدی نسبتاً" جام پوری وطناً" غفراللہ لہ والوالدیہ والاساتذہ والمشائخہ' اہل انصاف علماء کرام کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ اس زمانے میں عرصہ دراز سے لوگوں میں یہ جھگڑا ہورہا ہے سید الرسل علیہ السلام کو بشر کہنا جائز ہے یا

نہ۔ بدیں وجہ بعض احباب نے اس فقیر کو مجبور کیا کہ اس امر کے فیصلہ میں کوئی تحریر شافی کردیں...... لہٰذا فقیر نے قلم اٹھایا اور جو کچھ متقدمین کے کتابوں سے معلوم ہوا لکھ کر نام اس کا "فیصلہ بشریت" رکھا۔ (۵۰)

مولانا امام بخش فریدی جام پوری کا ایک رسالہ بعنوان "رسالہ جواز بوسہ طواف" بھی کافی مشہور ہے۔ امام بخش فریدی وحدۃ الوجود میں اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ غلام فرید کے مسلک پر سختی سے قائم تھے ایک موقع پر اس مسئلہ میں آپ نے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز سے بھی رجوع کیا اور وحدۃ الوجود کے مسئلہ کے علاوہ دو اور مختلف مسئلوں کے بارے میں بھی دریافت کیا تینوں مسئلے ملاحظہ کیجئے تیسرا مسئلہ احقر کی نظر سے فتاویٰ میں نہیں گزرا اس لحاظ سے یہ قلمی فتویٰ ہے اور احقر اس کے لئے جناب خلیل احمد رانا کا مشکور ہے جن کے توسل سے یہ تینوں قلمی فتوے احقر کو دستیاب ہوئے۔

مسئلہ نمبر۔۱ :

امام بخش فریدی از جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں ۳ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

مسئلہ : وحدۃ الوجود حق ہے یا نہ؟

الجواب : توحید ایمان ہے لا الہ الا اللہ اور وحدت حق کل شئی ھالک الا وجھہ۔ سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی

فاشھدو ان اللہ لا شئی غیرہ
وانک مامون علی کل غائب

اور اتحاد باطل اور اس کا ماننا الحاد "ان کل من فی السموت والارض الا اتی الرحمٰن عبدا"" وجود واحد ہے اور موجود احد باقی سب ظل و عکوس "ھو الاول والاٰخر والظاہر والباطن وھو بکل شئی علیم ○

(۵۱)

مسئلہ نمبر۔ ۲ :

امام بخش فریدی از جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں دوشنبہ ۳ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

مسئلہ : سماع فی نفسہ کا قطع نظراس سے کہ سلسلہ قادریہ اور نقشبندیہ میں نہیں سننے کا کیا حکم ہے۔

الجواب : سماع کے بے مزامیر ہو اور مسمع نہ عورت ہو نہ امرد (نوجوان لڑکا) اور مسموع نہ فحش نہ باطل اور سامع نہ فاسق ہو نہ شہوت پرست تو اس کے جواز میں شبہ نہیں۔ قادریہ' چشتیہ سب کے نزدیک جائز ہے ورنہ سب کے نزدیک ناجائز ۔ والتفصیل فی رسالتنا "اجل التحبیر فی حکم السماع المزامیر" (۵۲)

تیسرا سوال بوسہ قبر سے متعلق ہے اس کا جواب ملاحظہ کیجئے جو قلمی فتویٰ ہے

الجواب : بوسہ قبر علما میں مختلف فیہ ہے اور سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبر اطہر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ مسند امام احمد میں بسند حسن ثابت ہے۔ اور شیخ محقق نے لمعات وغیرہ میں منع کو ترجیح دی ہے اور دربار عوام یہی مسلک اسلم ہے۔ عالمگیریہ

وغیرہ میں ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ادب یہ ہے کہ مزارات طیبہ سے کم از کم دو ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو پھر بوسہ کیونکر ممکن ہے۔ طواف تعظیمی کہ اس نفیس قول سے ادائے تعظیم مقصود ہے' غیر کعبہ معظمہ کے لئے حرام ہے۔ نص علیہ فی شرح اللباب وغیرہ من کتب الاصحاب' اور طواف تبرک کہ بعوض حصول برکت کو پھرنا ہو اور اسے فعل تعظیم کی نسبت سے نہ کرے' اس کے منع پر شرع دلیل نہیں۔

اشباہ شاہ ولی اللہ میں مزارات طیبہ سے فیض حاصل کرنے کے لئے ترکیب میں لکھا ہے "ہفت مرت طواف کند۔" امام کمال الدین دمیری کامل سے نقل کرتے ہیں :

یعنی حجاج بن یوسف ظالم نے لوگوں کو اس وقت نہ تھے مگر صحابہ یا تابعی مزار اطہر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتے دیکھا اس پر وہ ناپاک کلمہ کہا جس پر علماء کرام نے اس کی تکفیر کی تاہم عوام کے لئے سلامتی اس سے احتراز میں ہے کہ یہاں حرام و حلال ایسے ہیں جیسے آنکھ کی سپیدی سیاہی دمن اس کی تفصیل نام ہمارے فتاویٰ میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۵۴)

مولانا اللہ بخش

مولانا اللہ بخش ابن میاں محمد یوسف ابن میاں اللہ بخش قوم کھرل سے تعلق رکھتے تھے مروجہ درسی تعلیم حاصل کی مگر فارسی زبان میں دسترس حاصل تھی۔ آپ ملتان شریف کے بزرگ حضرت حافظ نبی بخش ملتانی (م ۱۹۳۸ء) سے بیعت تھے اور خلافت بھی حاصل تھی۔ ڈیرہ غازی

خاں میں رہتے ہوئے دربار حضرت شاہ باقر شاہ نقشبندی مجددی خلیفہ حضرت خواجہ معصوم ابن حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی مجاوری فرماتے اور ۷۰ سال کی عمر شریف پانے کے بعد ۱۹۵۵ء میں انتقال ہوا اور احاطہ دربار حضرت باقر شاہ صاحب (م ۱۱۰۰ھ) میں تدفین ہوئی۔ آپ متشدد صوفی، اور راسخ العقیدہ سنی حنفی مسلمان تھے اور مسلم لیگ سے بھی وابستگی رہی آپ کا قیام ڈیرہ غازی خاں میں ڈاک خانہ سمینہ کے قریب رہا۔ آپ کے ہم عصروں میں مولانا خواجہ فیض محمد شاہ جمالی (۵۴) (م ۱۳۶۴ھ)، مولانا غلام جہانیاں (م ۱۹۷۷ء) اور مولانا فضل حق ڈیروی (م ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) کے نام قابل ذکر ہیں۔ (۵۵)

مولانا اللہ بخش علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا خاں سنی حنفی قادری بریلوی کے وصال سے چند ماہ قبل ایک استفتاء نکاح سے متعلق بھیجا تھا ملاحظہ کیجئے :

مسئلہ! از سمینہ ڈاک خانہ دار پختہ تحصیل ڈیرہ غازی خاں

مسئولہ اللہ بخش ۵ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک عورت زینب پر عاشق ہوا باوجود اہل و عیال کے اس کے عشق میں مغلوب ہوکر اپنی دختر صغیرہ چار سالہ کا نکاح حق مہر زینب پر برادر زینب عمرو زوجہ دار سے کردیا بعد اس کے زید نے زینب سے عقد کرکے سرمیل کیا اور اسی وقت بیمار ہوا بعد ہفتہ کے فوت ہوگیا اب لڑکی بالغ ہوکر کہتی ہے کہ میرے باپ نے مرض عشق میں جو میرا نکاح اہل غیر پردہ دار سے کردیا مجھے منظور نہیں آیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب !

صغیرہ کا نکاح کہ اس کے باپ نے کیا لازم ہے' صغیرہ کو بعد بلوغ' اس کے فسخ کا کوئی حق نہیں اور عذرات کہ سوال میں لکھے مہمل و بے معنی ہیں۔ ان کی کوئی اصل نہیں درمختار میں ہے "**لزم النکاح ولو بغبن فاحش او من غیر کفو ان کان المزوج ابا او جدا الم یعرف منھا سو الاختیار۔** (۵۶)

ترجمہ : (نکاح دینے والا باپ یا دادا ہو اگرچہ یہ نکاح غیر کفو یا انتہائی کم مہر پر کیا ہو تو بھی لازم ہوجائے گا بشرطیکہ باپ دادا سوء اختیار سے معروف نہ ہو۔) (۵۷)

مولوی عبدالغفور جام پور

مولوی عبدالغفور ابن مولوی علی محمد کے اسلاف ضلع جھنگ سے نقل مکانی کرکے لگ بھگ ۱۲۰۰ھ میں ضلع راجن پور کے قصبہ حاجی پور پہنچے اور پھر جام پور میں مستقل سکونت اختیار کی۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی اور پھر ۱۳۳۱ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ آپ حاجی پور کی دو مساجد میں یکے بعد دیگرے تدریسی خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ مولوی خلیفہ غلام محمد دین پوری (م ۱۳۰۴ھ) سے بیعت ہوئے اور خلافت سے بھی نوازے گئے۔ آپ تحریک ریشمی رومال میں مولوی عبید اللہ سندھی کے معاون خاص تھے اور دیوبندی علماء نے ہجرت افغانستان کی طرف راجن پور کے راستے ہی سے کی تھی۔ آپ کے خاص تلامذہ میں مولوی عبداللہ درخواستی کا نام سرفہرست ہے۔ مولوی عبدالغفور

سرائیکی' اردو اور فارسی زبان میں شاعری بھی کرتے تھے اور مولوی دین پوری کے مرنے پر ایک طویل مرثیہ بھی قلمبند کیا تھا۔ آپ نے ۱۹۴۹ء میں حج کی سعادت حاصل کی۔ آپ کا انتقال ۲۸ صفر ۱۳۷۳ھ / ۷ نومبر ۱۹۵۳ء میں ہوا اور تدفین خواجہ نور محمد نارو والا (م ۱۲۰۴ھ) کے مزار کے احاطہ حاجی پور شریف میں ہوئی۔

یہ تمام کوائف محترم جناب شہزاد کریم فریدی صاحب نے مولوی عبدالغفور کے پوتوں سے حاصل کئے جو ان دنوں ڈیرہ غازی خاں میں ہی مقیم ہیں ان کوائف سے ہٹ کر دو مشاغل کا بھی انہوں نے ذکر کیا جو یہاں بتانا ضروری سمجھتا ہوں ملاحظہ کیجئے :

۱۔ آپ جب ۱۹۴۹ء میں حج پر تشریف لے گئے اور جب مدینہ منورہ پہنچے تو مولوی عبدالغفور صاحب نے اپنی داڑھی سے حرم شریف میں جاروب کشی کی اور خاک حرم کو اپنے پاس جمع کرلیا اور اپنے ساتھ لے آئے اور وصیت کی کہ انتقال کے بعد اس خاک کو میرے چہرہ اور سینہ پر مل دینا چنانچہ وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا گیا۔

۲۔ آپ کے مشاغل میں یہ عمل تواتر سے شامل تھا کہ اپنے گھر ہر سال دو تقریبات کا اہتمام کرتے ایک دس محرم الحرام کو اور دوسری ۱۲ ربیع الاول کو اور اسی موقع پر لنگر کا اہتمام بھی ہوتا اور ساتھ ہی سلام و قیام کی محفل بھی ہوتی اور زندگی کے آخری سالوں تک یہ عمل جاری رہا لیکن پوتوں نے بتایا کہ اب ہمارے خاندان میں یہ عمل نہیں ہوتا ہے۔

مولوی عبدالغفور صاحب اگرچہ مدرسہ دیوبند سے تعلق رکھتے تھے مگر اس کے باوجود وقت کے امام اعظم' مفتی اسلام مرجع خلائق امام احمد

رضا محدث بریلوی سے مختلف مسائل میں استفسار فرمایا۔ یہاں صرف ایک فتویٰ ملاحظہ کیجئے :

از نوشہرہ تحصیل جام پور ضلع ڈیری غازی خاں مسئولہ عبدالغفور صاحب ۱۴ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

مسئلہ : ایک مرزائی قادیانی کا سوال ہے کہ ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وتعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر صدی کے بعد مجدد ضرور آئے گا۔" مرزا صاحب مجدد وقت ہے۔ عالی جاہ اس قوم نے لوگوں کو بہت خراب کیا ہے۔ ثبوت کے لئے کوئی رسالہ وغیرہ ارسال فرمائیں تاکہ گمراہی سے بچیں۔

الجواب : مجدد کا کم از کم مسلمان ہونا تو ضروری ہے اور قادیانی کافرو مرتد تھا ایسا کہ تمام علماء حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا کہ "من شک فی کفرہ عذابہ فقد کفر" جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ لیڈر بننے والوں کی ایک ناپاک پارٹی قائم ہوئی ہے جو گاندھی مشرک کو رہبر دین کا امام و پیشوا مانتے ہیں۔ نہ گاندھی امام ہوسکتا ہے نہ قادیانی مجدد۔ "السواء العقاب و قہر الدیان" وحسام الحرمین" مطبع اہلسنت بریلی سے منگائیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۵۸)

اس کے علاوہ دو استفتاء اور فتاویٰ رضویہ میں ملتے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے :

۱۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ نمبر ۵۴۷ مطبوعہ کراچی
۲۔ فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ نمبر ۱۷۰۔ ۱۷۱

مولانا عبداللہ چوٹی زیریں

مولانا عبداللہ ڈیرہ غازی خاں کے علاقے چوٹی زیریں سے تعلق رکھتے تھے اور مسجد کلان سے وابستگی رہی۔ چوٹی زیریں کا علاقہ ڈیری غازی خاں کا انتہائی مغربی علاقہ ہے پھر صوبہ بلوچستان کا حصہ شروع ہوجاتا ہے۔ مولانا عبداللہ صاحب کے متعلق معلومات بالکل حاصل نہ ہوسکیں البتہ آپ کا بھی ایک استفتاء فتاویٰ رضویہ میں پایا جاتا ہے جو جانور کے ذبح سے متعلق پوچھا گیا ہے۔

ملاحظہ کیجئے : استفتاء میں تخاطب کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ امام احمد رضا کی شخصیت سے بھرپور واقف تھے۔

مسئلہ : از چوٹی زیریں مسجد کلان ضلع ڈیرہ غازی خاں

مرسلہ مولوی عبداللہ صاحب ۱۲ رمضان ۱۳۳۵ھ

جناب حضرت مولانا و بالفضل اولنا جناب شمس العلماء و مفتی العصر سلامت حضور انور! مذبوحہ فوق العقدہ کا مسئلہ جو اختلاف میں ضبط ہے' آپ صاحب مہربانی فرما کر مرجح قول کو بدلائل تحریر فرماکر دستخط فرمادے دیں تکلیف سے بالکل عفو کریں۔

الجواب : اس مسئلہ میں تحقیق و قول فیصل یہ ہے کہ ذبح فوق العقدہ سے اگر چاروں یا تین رگیں کٹ گئیں ذبح ہوگیا' جانور حلال اور اگر صرف دو ہی کٹیں' حلقوں و مری دونوں نیچے رہ گئے' ذبح نہ ہوا اور جانور مردار۔ یہ بات دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے خود پہچان نہ ہو تو پہچان والوں کے بیان سے ردالمختار میں ہے :

والتحریم للمقام ان یقال ان کان بالذبح فوق العقدہ حصل قطع ثلثہ من العروق' فالحق ماقالہ شراح الھدایتہ تبعاللر ستعفنی والا

فالحق خلافہ‘......

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم (۵۹)

مولانا فضل حق ڈیروی

مولانا فضل حق ڈیروی ابن مولانا قاضی الشیخ محمد ابراہیم انڈیا میں پیدا ہوئے۔ لکھنؤ سے ہجرت کر کے ڈیرہ غازی خاں تشریف لائے اور یہاں مسجد کی بنیاد رکھی۔ (۶۰) ابتدائی تعلیم والد ماجد ہی سے حاصل کی والد صاحب کے انتقال کے بعد ڈیرہ غازی خاں کے اکابر علماء و فضلا سے تعلیم حاصل کی۔ خاص کر مولانا امام بخش فریدی علیہ الرحمہ سے اور بہت جلد علماء میں ایک نام پیدا کیا اور ڈیرہ غازی خاں میں آپ کا ڈنکا بجنے لگا آپ نے عربی زبان میں ایک رسالہ رویت ہلال سے متعلق لکھا جس میں آپ نے تار اور ٹیلی فون کی خبر پر افطار یا عید کرنے کے مخالف فتویٰ دیا۔ آپ نے یہ رسالہ ۱۳۲۲ھ میں لکھا یہ رسالہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کی نظر سے بھی گزرا۔ اور آپ نے اس پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور غالباً” تقریظ بھی لکھی۔ مولانا فضل حق کے صاجزادے مولانا محمد صدیق السلیمانی نے اس رسالہ کو جب شائع کروایا تو اس کے آخر میں اپنے والد کے حالات بھی ذکر کئے‘ اس میں تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ نے دو رسالے فارسی زبان میں لکھے تھے ایک علم صرف پر اور دوسرا علم الفرائض کے موضوع پر (۶۱) اس کے بعد تحریر کرتے ہیں :

”بلسان العربی۔ ذب النبان عن ثیاب تعظیم جیب الرحمان۔ فی تعظیمہ صلی اللہ تعال ی علیہ وسلم بعد الممات کما کان فی

الحیوة و تحقیق لفظ البشر و الحاضر و الناظر۔ وھذ ہ الرسالہ "الاستشراف لا ظھار الجزاف بجواز الافطار بخبر التلغراف" المویدة بتقریظات اکابر العلماء الفضلاء خصوصا" بتقریظ الحضرتین الشیخین الجلیلین و الشریفین الامامین الھمامین السراجین المنرین الجامعین بین الشریعتہ والحقیقتہ و علوم المعقول و المنقول و التصوف والطریقتہ الشمین لسماء التحقیق المرکزین لدائرة التدقیق المرجعین للخاص و العام الملجائین لکافتہ الانام الحبین و النبین السیدین سید نا ال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الشیخ حضرت مخدومنا مہر علی شاہ طالب اللہ ثراہ و جعل الجنتہ مثوام۔ قد اتفق فی اصل المسئلتہ وراتضاہ وسیدنا مستند اہل الایقان والایمان الشیخ حضرت مولانا مولوی احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ تعالی المنان وادخلہ اعلی الجنان فی اکثر الوجوہ قدو اللہ فی رسالتہ "ازکی الاہلال بابطال ما احدث الناس فی امر الہلال"۔ (۶۲)

مولانا فضل حق ڈیروی سلیمانی کے اس رسالے پر حضرت پیر مہر علی شاہ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے علاوہ جن اور علماء و فضلا نے تقریظات لکھیں ان کے اسماء گرامی یہ ہیں :

☆ مولانا اصغر علی روحی مدرس عربی دینیات مدرسہ نعمانیہ لاہور
☆ مولانا محمد اشرف مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور
☆ مولانا احمد بخش گدائی والے
☆ مولانا احمد ڈیرہ اسمٰعیل خاں
☆ مولانا محمد محی الدین الصدیقی الحنفی الکوروی (۶۳)

مولانا فضل حق ڈیروی علیہ الرحمہ کے کچھ مزید حالات جناب شہزاد کریم صاحب ساکن ڈیرہ غازی خان نے حال ہی میں اپنے دورہ کراچی اکتوبر ۱۹۹۸ء میں احقر کو دیئے یہ حالات زبانی روایت پر مشتمل ہیں۔ جن کو حضرت کے صاحبزادے اور مریدین اور محبین روایت کرتے ہیں۔ اب ملاحظہ کیجئے چند تاثرات اور مشاہدات بروایت حافظ اللہ نواز چشتی نظامی۔

حضرت قبلہ مولانا علامہ فضل حق کو ان کے ہم عصروں نے شیخ الاسلام کا لقب دیا تھا۔ حافظ صاحب علامہ سید احمد صاحب کاظمی علیہ الرحمہ کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"ہمارے بزرگ عالم حضرت مولانا شیخ الاسلام فضل حق ڈیروی علامہ فضل حق خیر آبادی جیسے جید عالم دین تھے۔"

حافظ صاحب اپنے استاذ محترم مولانا غلام جہانیاں ڈیروی کے تاثرات بیان کرتے ہیں کہ :

"حضرت شیخ الاسلام مولانا فضل حق علم صرف و نحو میں درجہ امامت پر فائز تھے۔ حافظ مولانا فضل الحق کے پیر خانے کے ایک عالم دین مولانا غلام نظام الدین تونسوی کا قول نقل کرتے ہیں۔

"حضرت مولانا فضل حق وہ عالم حق ہیں جنہوں نے پورے ایک سو سال دین پڑھا اور پڑھایا۔"

مولانا فضل حق کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد صدیق سلیمان کی چند روایت بھی ملاحظہ کریں۔

"امام صرف و نحو شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا مولوی فضل حق صاحب علیہ الرحمتہ قطب زماں شیخ المشائخ حضرت قبلہ خواجہ اللہ بخش

کریم تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفا میں سے تھے۔ شیخ الاسلام نے بے شمار لوگوں کو بیعت کیا اور مذہب باطلہ سے بچایا۔ قبلہ شیخ الاسلام پوری صدی باطل فرقوں کا رد کرتے رہے۔ بالخصوص مذہب شیعہ کا۔ شیعہ مذہب کا مطالعہ جس قدر حضرت کو تھا شاید ہی کسی عالم دین کو ہو۔ پوری ایک صدی رافضیت کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ رد رافضیت میں پورے برصغیر میں لاثانی تھے۔ حضرت قبلہ شیخ الاسلام نے ایک بار خواب دیکھا کہ ان کا تحریر کردہ ایک فتویٰ حضرت سیدنا امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں میں ہے اور آپ ارشاد فرما رہے ہیں کہ تم عالم حق ہو تم نے حق فتویٰ دیا ہے تمہارا یہ فتویٰ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں باریاب ہو چکا ہے۔"

حافظ عبدالخالق خالد ساکن ڈیرہ غازی خاں نے بھی حضرت کی زیارت کی ہے اور وہ آپ کے دادا استاذ بھی ہیں آپ کے حضرت فضل حق کے بارے میں تاثرات ملاحظہ کیجئے :

"امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کو جس طرح "رد وہابیہ" پر کمال اور عبور حاصل تھا جس کی نظیر پیش کرنا محال ہے اسی طرح حضرت قبلہ شیخ الاسلام مولانا مولوی فضل حق علیہ الرحمہ کو "رد رافضیت" میں کمال حاصل تھا۔"

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ العزیز نے جب ۱۳۲۴ھ میں "المعتمد المستند" کا حصہ جو فتویٰ پر مشتمل تھا حرمین طیبین کے علماء کی خدمت میں پیش کیا جس پر وہاں کے ۳۵ جلیل القدر علماء نے زبردست تقاریظ لکھیں اور واشگاف الفاظ میں تحریر کیا کہ مرزا

نے قادیانی کے ساتھ ساتھ مولوی اشرف علی تھانوی' مولوی قاسم نانوتوی' مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی بلا شک و شبہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کو حمایت دین کے سلسلے میں بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ علماء حرمین کریمین کے یہ فتوے "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" (۱۳۲۴ھ) کے نام سے شائع ہوئے۔

حسام الحرمین کا اثر زائل کرنے کے لئے علماء دیوبند نے یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ فتوے علماء حرمین کو مغالطہ دے کر حاصل کئے گئے ہیں۔ تو اس جھوٹے پروپیگنڈے کے دفاع کے لئے شیر بیشہ اہلسنّت' مناظر اسلام' تلمیذ اعلیٰ حضرت مولانا مولوی مفتی شیخ طریقت حضرت حشمت علی خاں لکھنوی ثمہ پیلی بھیتی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء) نے برصغیر کے ۲۷۵ سے زیادہ نامور علماء کی "حسام الحرمین" کی تصدیقات "الصوارم الہندیہ" (۱۳۴۵ھ) کے نام سے مرتب کی جو انڈیا کے علاوہ پاکستان میں ساہیوال سے ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی اس میں موجودہ پاکستان سے جن علماء نے تصدیقات فرمائیں ان میں لاہور' بہاولپور' ملتان' جہلم' سندھ کے علاوہ ڈیرہ غازی خان کے علماء بھی شامل ہیں۔ ڈیرہ غازی خان سے دو نام ملتے ہیں ایک مولانا احمد بخش صادق اور دوسرا مولانا مولوی فضل حق ڈیروی علیہ الرحمہ کا۔ یہاں ملاحظہ کیجئے مولانا فضل حق ڈیروی کی تصدیق بر کتاب "حسام الحرمین"

"بلاشک یہ معنی خاتم النبیین کا جس کی لفظ مذکور سے ارادہ کرنے میں ضرورت نہیں ہے بلکہ صحت ارادہ میں کلام ہے۔ ختم نبوت بمعنی

لانبی بعدی کے منافی ہے امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ اس آیہ کو معنی مذکور کی ادا میں نص بلا تاویل و تخصیص باجماع امت فرماتے ہیں اور شرعاً وقوع کذب باری کا قائل بلاخلاف کافر ہے اور وقوع کذب کو خلف فی الوعید میں داخل کرنا اور خلف فی الوعید کو نوع کذب قرار دینا کمال ابلہ فریبی اور بیباکی ہے اور دلائل عقلیہ و نقلیہ زر بارہ احاطہ علم نبی اکمل الصلوٰۃ والسلام جمیع اشیاء ماکان و مایکون کے بکثرت موجود ہیں۔ خداوند تعالیٰ گستاخوں کو گستاخی کا نتیجہ دے گا۔ الفقیر فضل حق عفا عنہ مدرس اول مدرسہ نعمانیہ ڈیرہ غازی خان۔" (۶۴)

مولانا فضل حق ڈیروی کا وصال پرملال ۱۳۵ سال کی عمر شریفہ میں ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۵ء میں ہوا تھا۔ آپ کا مزار مبارک ڈیرہ غازی خاں بلاک نمبر ۲۸ میں مسجد "مسجد فضل حق" کے صحن میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔ یہ مسجد شہر کی سب سے بڑی اور قدیم مسجد میں شمار کی جاتی ہے جس میں بیک وقت ۸۰۰۰ افراد نماز ادا کرسکتے ہیں۔ (۶۵) آپ کے مزار پر جو کتبہ لکھا ہوا ہے اس کی تحریر ملاحظہ کریں۔

"چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد"

عفو کن جملہ گناہ ماہمہ

دربار علی رہنما کامل

اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث والتفسیر پیر طریقت رہبر شریعت حامی دین متین پیشوائے سالکین زبدۃ العارفین منبع فیوض و علوم قبلہ مولانا سیدی و سندی فضل حق صاحب چشتی قریشی ہاشمی علوی سلیمانی ڈیرہ غازی خاں تاریخ وفات ۱۴ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ /۱۹۶۵ء بلاک نمبر ۲۸۔(۶۶)

مولانا فضل حق ڈیروی کا رد شیعت پر ایک فتویٰ بھی ملا ہے جس پر ڈیرہ غازی خاں کے ایک معروف عالم و مفتی حضرت خواجہ فیض محمد شاہ جمالی کی تصدیق بھی موجود ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

استفتاء ---- کیا فرماتے ہیں علماء کرام امور حسب ذیل میں (۱) رافضی شیعہ منکر خلافت ابوبکر و عثمان رضی اللہ عنہم یہاں تک کہ اذان میں ان حضرات کی خلافت کے انکار کے لفظ بڑھا دیئے۔ (۲) حضرت ابوبکر وغیرہ رضی اللہ عنہم کی صحبت کا بلکہ ان کے ایمان کا انکار کرنے والا (۳) ج سب و شتم حضرات مذکورین حلال بلکہ عبادت سمجھنے والا۔ (۴) حضرت بی بی صدیقہ کی تحقیر و قذف کرنے والا۔ (۵) قرآن مجید کو ناقص معرف سمجھنے والا مسلمان ہے یا کافر مرتد۔ ایسے شیعہ کی ذبیحہ حلال ہے یا حرام (۶) ایسے شیعہ کا نکاح رہتا ہے یا نہ۔

الجواب : (۱) شیعہ مذکور کافر مرتد ہے۔ (۲) اور مرتد کی ذبیحہ حرام ہے۔ (۳) شیعہ مذکور کا نکاح نہیں رہتا جواب میں ایک آیت چار احادیث اور اٹھارہ کتب معتبرہ منقول ہیں۔ بوجہ اطناب ترک کر دیا گیا۔

حررہ المستدعی فضل حق عفا عنہ

الجواب صحیح خبری المجیب المجیب
فیض محمد شاہ جمالی بقلم خود

علاوہ ازیں سولہ علماء اہل سنت و دیوبند کی تصادیق ہیں۔ (۶۷)

ماخذ و مراجع

۱۔ امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ اپنے نام کے آگے محمدی سنی حنفی قادری لکھا کرتے تھے اور آپ کی مہر میں بھی نام اسی طرح لکھا ہے۔ امام احمد رضا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم محمدی ہیں کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ سنی ہیں کہ سنتوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور معاملات کے اندر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکار ہیں جب کہ سلسلہ طریقت میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت رکھتے ہیں اور شہر بریلی میں پیدا ہوئے اس لئے نام کے آگے بریلوی لکھا ہوتا ہے۔ احقر سمجھتا ہے کہ امام احمد رضا کے نام کو اسی طرح لکھا جائے جیسا وہ خود لکھتے تھے اس سے بہت سارے فتنے خود بخود ختم ہو سکتے ہیں۔ مجید

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" صفحہ نمبر ۸۴ مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۱ء

۳۔ ایضاً "امام احمد رضا اور عالم اسلام" ص ۱۲ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ۱۹۸۳ء

۴۔ ایضاً " " " " " " ص ۱۳ " " " " "

۵۔ ایضاً " " " " " " ص ۱۳ " " " " "

۶۔ ایضاً " " " " " " ص ۱۳ " " " " "

۷۔ ایضاً " " " " " " ص ۱۴ " " " " "

۸۔ ایضاً " " " " " " ص ۲۲ " " " " "

۹۔ ایضاً " " " " " " ص ۵۸ " " " " "

۱۰۔ ایضاً " " " " " " ص ۵۹ " " " " "

۱۱۔ مولانا محمد شہاب الدین "مفتی اعظم اور ان کے خلفاء" صفحہ نمبر ۴۷ رضا اکیڈمی بمبئی ۱۴۱۰ھ

۱۲۔ امام احمد رضا خاں "اظہار الحق الجلی" صفحہ نمبر ۸ مطبوعہ انڈیا ۱۹۸۶ء

۱۳۔ امام احمد رضا خاں ''العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ'' جلد اول صفحہ نمبر ۸۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۹۰ء

۱۴۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری ''امام احمد رضا اور علماء کراچی'' معارف رضا شمارہ نمبر ۱۴ صفحہ نمبر ۱۴۷ تا ۱۶۶ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء

۱۵۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری ''امام احمد رضا اور علماء بھرچونڈی شریف'' مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۳ء صفحہ نمبر ۷۷۔ ۸۳

۱۶۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری ''امام احمد رضا اور علماء سندھ'' المختار پبلی کیشنز کراچی ۱۹۹۵ء

۱۷۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری ''امام احمد رضا اور علمائے بہاولپور'' معارف رضا شمارہ ۱۵ صفحہ نمبر ۱۰۳۔ ۱۲۹ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

نوٹ : یہ رسالہ الگ کتاب کی شکل میں بھی ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا اس پر ڈاکٹر سید محمد عارف کا مقدمہ بھی ہے۔

۱۸۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری ''امام احمد رضا اور علماء لاہور'' معارف رضا شمارہ ۱۶ صفحہ نمبر ۱۶۴۔ ۲۱۵ مطبوعہ ۱۹۹۶ء

نوٹ : یہ رسالہ کتابی شکل میں اضافے کے ساتھ لاہور سے پروگریسیو بکس والے شائع کررہے ہیں اس پر مولانا پیر زادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کا مقدمہ بھی ہے۔

۱۹۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری ''امام احمد رضا اور علماء بلوچستان'' معارف رضا شمارہ نمبر ۱۷ صفحہ نمبر ۱۷۰۔ ۱۹۱ مطبوعہ ۱۹۹۷ء

۲۰۔ احقرنے جب یہ مقالہ لکھنے کا ارادہ کیا تو علماء ڈیرہ غازی خاں کے حالات و افکار کتابوں میں ڈھونڈنے سے نہیں ملے صرف مولانا احمد بخش ڈیروی خلیفہ اعلیٰ حضرت کے مختصر احوال مل سکے جب کہ بقیہ چھ علماء کا تذکرہ ہی حاصل نہ ہو سکا۔ پچھلے سال محترم

جناب خلیل احمد رانا صاحب ساکن جہانیاں منڈی (خانیوال) بانی "نعمان اکاڈی" اور مولف قطب مدینہ جب کراچی تشریف لائے تو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے دفتر میں پہلی مرتبہ بالمشافہ ان سے ملاقات ہوئی ان کے استفسار پر احقر نے بتایا کہ علماء ڈیرہ غازی خاں کا تذکرہ درکار ہے جنہوں نے امام احمد رضا سے استفسار کیا تھا تاکہ احقر اپنا مقالہ مکمل کرسکے آپ نے وعدہ فرمایا کہ وہ ضرور اس سلسلے میں مدد کریں گے چنانچہ انہوں نے پچھلے چھ ماہ میں ڈیرہ غازی خاں کے ان تمام علماء کے کوائف اور افکار سے احقر کو آگاہ کیا آپ نے سب سے قیمتی قلمی یادگار جو تلاش کے بعد احقر کو بھیجیں ان میں ۹ عدد مکتوبات رضا بنام مولانا احمد بخش صادق صاحب اور مولانا صادق ڈیروی صاحب کا عربی نعتیہ قصیدہ (غیر مطبوعہ) معہ تصحیح امام احمد رضا شامل ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب یا فوٹو اسٹیٹ مواد مختلف علماء ڈیرہ کا مجھے ارسال کیا۔

اس سلسلے میں دوسری شخصیت جس نے احقر کو اس رسالے کے لئے مواد فراہم کیا ان کا تعلق شہر ڈیرہ غازی خاں سے ہے۔ میری مراد جناب شہزاد کریم فریدی ابن عطاء اللہ خاں درانی سے ہے جو جام پور میں ۱۹۵۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۸۱ء میں B.Sc. کی سند حاصل کی اور پھر ۱۹۸۴ء سے مقامی اسکول میں سائنس کے استاد کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے ہیں۔ جناب شہزاد کریم ڈیرہ غازی خان میں قائم تحقیقی ادارہ رضا اسلامک سینٹر میں خازن کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ کئی دفعہ احقر سے ملاقات کرنے کے سلسلے میں کراچی تشریف لا چکے ہیں ۔ آپ نے بھی اپنے دوست حافظ عبدالخالق خالد کے ساتھ مل کر علماء ڈیرہ غازی خاں کے افکار حاصل کرنے کے لئے بڑی جدوجہد کی اور اکثر حال احوال ان علماء کے موجود پوتوں یا پڑپوتوں سے زبانی حاصل کئے ہیں۔

احقر ان تینوں حضرات کا انتہائی مشکور ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ مقالہ احقر صرف ترتیب دے رہا ہے ورنہ محنت ان تینوں حضرات کی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو

جزائے خیر عطا فرمائے اور بزرگوں کی نظر عنایت ان کو نصیب فرمائے آمین۔ مجید

۲۱۔ نوٹ : غازی خاں اول (م ۹۰۰ھ / ۱۴۹۴ء) نے ڈیرہ غازی خاں کی بنیاد ڈالی۔ یہ ایک قدیم بڑا شہر ہے اور ایک دفعہ دریا برد ہو چکا ہے۔ موجودہ شہر از سر نو تعمیر کیا گیا ہے۔ اس خاندان کی اصل تاریخ تقریباً ۱۴۸۰ء سے شروع ہوتی ہے۔ پہلے حاجی خاں جو غازی خاں کا والد تھا اس نے شہر کی بنیاد رکھی مگر بعد میں غازی خاں نے اس کو وسعت دی اور اپنے نام سے اسے منسوب کیا۔

(سردار غلام رسول خاں بلوچ قرائی "تاریخ بلوچیاں" ص ۱۸/ ۸۴ 'الیکٹرک پریس امرتسر)

حاجی خاں میرانی کو دریائے سندھ کے مغربی کنارہ پر جاگیر ملی اس نے ۱۴۷۲ء میں ڈیرہ حاجی خاں نام کی آبادی قائم کی۔ اس آبادی کے پاس اس کے بیٹے غازی خاں نے بھی ڈیرہ غازی خاں کے نام پر آبادی بنائی۔ یہ دونوں آبادیاں ملکر بعد میں شہر ڈیرہ غازی خاں کے نام سے مشہور ہو گئیں۔ ابتداء میں مملکت ڈیرہ غازی خاں کی حدود یہ تھیں شمال میں قصبہ کالا' جنوب میں جام پور' مشرق میں دریائے سندھ اور مغرب میں کوہ سلیمان اور درمان کا علاقہ۔ (ایضاً" ص ۱۰۴)

ڈیرہ غازی خاں کے میرانی خاندان نے ۱۴۷۲ء تک تین سو سال حکومت کی اور کم وبیش چودہ حکمران (ملقب حاجی خاں اور غازی خاں) اس خاندان میں ہوئے۔ اس قدر طویل عرصہ حکومت کرنے کے باوجود اس خاندان نے اپنے پیچھے ایسے کوئی تاریخی آثار نہیں چھوڑے جن سے ان کے دور حکومت کے مفصل حالات مل سکتے۔ (ایضاً" ص ۱۲۹)

(غلام علی نتکانی "مرقع ڈیرہ غازی خاں" ص ۱۰۴/ ۱۲۹ تونسہ شریف ۱۹۸۶ء)

۲۲۔ احمد بدر اخلاق "مزارات اولیائے ڈیرہ غازی خاں ڈویژن" صفحہ نمبر ۶ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء

۲۳۔ "" " " " صفحہ نمبر ۲۵ " "

۲۴۔ غلام علی نتکانی "مرقع ڈیرہ غازی خاں" ص ۱۳۰ مطبوعہ تونسہ شریف ۱۹۸۶ء

۲۵۔ مولانا قاضی غلام یٰسین قادری کے تمام احوال جناب خلیل احمد رانا کے ایک مضمون بعنوان "فاضل بریلوی اور مولانا قاضی غلام یٰسین علوی قادری" سے اخذ کئے ہیں جو ماہنامہ "احوال و آثار" شمارہ جنوری ۱۹۹۸ء میں صفحہ نمبر ۸ اور ۹ پر شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کے ساتھ امام احمد رضا کا ایک خط بھی شائع ہوا ہے جو مولانا قاضی غلام یٰسین صاحب کے نام لکھا ہوا تھا اس سے قبل اس خط کا عکس مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے اپنی تالیف "ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری صفحات میں شائع کیا تھا یہ کتاب مجلس رضا لاہور نے ۱۹۸۵ء میں شائع کی تھی۔

جناب شہزاد کریم صاحب نے بھی قاضی صاحب کے متعلق مزید معلومات بھیجی تھیں خاص کر قاضی کے پردادا مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے احوال وغیرہ۔

۲۶۔ محمد صادق قصوری و پروفیسر مجید اللہ قادری "خلفائے اعلیٰ حضرت" ص ۱۲۴' ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ۱۹۹۲ء

۲۷۔ ایضاً " " "صفحہ نمبر ۱۲۵ " " " "

۲۸۔ (الف) ہاشم شیر خاں "روزنامہ نوائے وقت ملتان" مضمون امام احمد رضا کے خلیفہ حضرت مولانا احمد بخش صادق"

(ب) ہاشم شیر خاں "ڈیرہ غازی خاں کے تہذیبی خدوخال" ص ۱۶۷ مطبوعہ ملتان ۱۹۹۸ء

۲۹۔ احمد بدر اخلاق "مزارات اولیاء ڈیرہ غازی خاں ڈویژن" صفحہ نمبر ۱۳ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء

۳۰۔ جناب خلیل احمد رانا صاحب نے احقر کو ان تمام خطوط کی فوٹو کاپی کے علاوہ قلمی فتووں کی کاپیاں بھی بھیج دی ہیں۔ جناب محترم رانا صاحب نے مولانا احمد بخش صادق کا

عربی نعتیہ منظوم قصیدہ کا وہ مسودہ احقر کو بھیجا ہے جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے **تصیح** کرنے کے بعد مولانا کو بھیجا تھا اس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے :

اس عربی قصیدہ میں ۱۱۴ اشعار مصنف (مولانا صادق) کے ہیں جس کی امام احمد رضا نے **تصیح** فرمائی ہے۔ امام احمد رضا نے اس میں ۲۸ اشعار کا اپنی جانب سے اضافہ بھی فرمایا ہے جب کہ اس کا مطلع اعلیٰ حضرت کا لکھا ہوا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے جگہ جگہ حواشی بھی تحریر کردیئے ہیں۔

مکتوبات رضا کی تفصیل :

مکتوبات رضا بنام مولانا احمد بخش صادق صاحب، ان میں ۳ خطوط ہیں، ۴ پوسٹ کارڈ ہیں اور ۳ عدد استفتاء اور ان کے جواب ہیں تفصیل کچھ یوں ہے۔

(الف) ۳۰ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

(ب) ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ

(ج) ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

(د) ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۸ء پوسٹ کارڈ کی تاریخ

(ہ) ۹ نومبر ۱۹۱۸ء ۴ صفر المظفر ۱۳۳۷ھ

(و) ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

(ر) ۱۳۳۷ھ

۴×۷ پوسٹ کارڈ ہیں اور تمام پوسٹ کارڈ میں ٹکٹ کو الٹا رکھ کر پتہ لکھا گیا ہے تاکہ انگریز بادشاہ کا سر نیچے رہے۔ اور پتہ ان کارڈ پر تونسہ شریف کا ہے۔

قلمی استفتا اور ان کے جواب

(i) از تونسہ ۲۴ جنوری ۱۹۱۶ء

(ii) از تونسہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۳۶ھ

(iii) از ڈیرہ غازی خاں بلاک ۱۲ ۸ صفر ۱۳۳۹ھ

(iv) از ڈیرہ غازی خاں بلاک ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

(v) ایضاً " " " " " " "

(vi) خط بنام امام احمد رضا منجانب مولانا محمد صادق ڈیروی ۲۴ جنوری ۱۹۱۶ء

یہ تمام فتوے فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

جناب خلیل رانا صاحب نے اسد نظامی صاحب کی ایک انٹرویو پر مشتمل تحریر بھی بھیجی ہے۔ یہ انٹرویو اسد نظامی صاحب نے مولانا محمد شفیع ابن مولانا احمد بخش سے لیا تھا۔ دو صفحات کا انٹرویو اصل تحریر کے ساتھ احقر کے پاس ہے۔ جس کے لئے احقر محترم خلیل رانا صاحب کا ممنون ہے۔

۳۱۔ مولانا احمد بخش صادق کی امام احمد رضا کی کسی بھی کتاب پر تقریظ تو حاصل نہ ہو سکی البتہ ایک تصدیق حاصل ہوئی۔ مولانا احمد بخش صادق کی یہ تصدیق "حسام الحرمین" کی تائید میں لکھی تھی جس کو مولانا حشمت علی خاں نے اپنی تالیف "الصوارم الہندیہ" میں شائع کی تھی ملاحظہ کیجئے تصدیق بر کتاب حسام الحرمین :

الجواب : **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللھم صل وسلم و بارک علی نبیک و محمد والہ بعد معلوماتک** میں یقین سے کہتا ہوں اور حق جل شانہ سے الحاح والتماس کرتا ہوں کہ میرے اس یقین کو قیامت کے لئے محفوظ و مامون رکھ کر اسے میری نجات اور فلاح کا موجب بنا دے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم بلا ریب نبی آخر الزمان ہیں اور آپ کا تاخر۔ تاخر زمانی کہنا ضروریات دین سے ہے۔ اگر آپ کی کمال مدح آپ کے بعد انبیاء علیہم السلام کے مستفیض ہو کر تشریف لانے میں ہوتی جیسا کہ نانوتوی صاحب بیان کرتا ہے تو یا اللہ تعالیٰ کے سوا ان آلہ کا تعدد جائز کہنا پڑے گا جو صاحب اطاعت اور جناب باری عزاسمہ سے صاحب استفاضہ ہوں یا حق جل شانہ کے حق میں اس طرح کی غایت ثنا و کمال عبث ناجائز ہوگی۔ نانوتوی صاحب کا فقط نہیں بلکہ وہابیہ کے باپ اسمٰعیل دہلوی اور اس کے بعد سب کا عوام کو دھوکا دینے کے لئے یہ

ایک عجیب ڈھکوسلہ ہے جو نانوتوی صاحب بیان کرتا ہے۔ نہیں معلوم کہ وہ اسے کمال عظمت کیوں نہیں سمجھتا کہ آپ کے بعد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس رتبہ عظمیٰ کا مستحق بھی کوئی نہ ہو اور کسی کے لئے آپ کے بعد ایسے منصب کی نہ ضرورت نہ ہو اور نہ وجہ ضرورت اور گنگوہی خلف وعید کے مسئلہ پر بنا کرتے ہوئے بلاشک حق جل شانہ کے کذب اور وقوع کا مجوز ہو اور بلاشک حق جل شانہ کی گستاخی و توہین نا قابل معافی و نا قابل تلافی ہے۔ واللہ اعلم عند اللہ العلی العظیم اس نے اپنی رستگاری اور نجات کی کوئی امید باقی نہیں رکھی۔

اور اسی طرح شیطان کے علم کو منصوص نص ماننا اور آپ کے علم کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم مقابلے میں بیان کر کے یہ کہنا کہ (فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔) الٰہی قیامت کے دن کون سی خزی اور کس خذلان کا موجب ہوگا۔ افسوس کہ ان اندھوں کو **وعلمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما** میں لفظ باری جل شانہ (عظیم) پر اس قدر نظر بھی نہیں پڑی کہ عظمت کا اندازہ لافظ (باری جل شانہ) کے شان اعلیٰ کے مطابق مقصود ہے۔

اور تھانوی کی رسلیا کا فقرہ کہ (ایسا علم تو زید و عمرو بکر ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے) کیسی فاحشہ جہالت ہے۔ حق جل شانہ تو علم غیب پر خبردار کرنے کے لئے رسولوں کو پسند فرمائے کہ **الا من ارتضی من رسول** اور یہ مغرور کہے کہ زید و عمرو پاگل اور بہائم وغیرہ کو حاصل ہے۔

ناظرین بخدا کتاب حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین کو ضروری طور پر ہمیشہ اپنا ورد رکھو، جس میں یہ سب مسائل و شرعی احکام مع جواب مفتیان حرمین شریفین موجود ہیں۔ زادہم اللہ شرفاً و تعظیماً واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ **وانا العبد العاصی المدعو باحمد بخش عفی عنہ ساکن ڈیرہ غازی خان۔**

(از مولانا حشمت علی خاں "الصوارم الہندیہ"

ص ۲/۱۷۲/۲۳/۱۷۳ مطبوعہ ساہیوال ۱۹۷۵ء)

۳۲۔ مکتوب منجانب مولانا احمد بخش صادق بنام امام احمد رضا خاں بریلوی (قلمی)

۳۳۔ جناب مولانا احمد بخش صادق نے غالباً "۱۳۵۱ھ میں مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کو ایک خط لکھا جس میں اس بات کی استدعا کی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر اعلیٰ حضرت کے رسائل ان کو روانہ کردیئے جائیں کیونکہ ان دنوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر عبید اللہ نامی شخص گستاخیاں کررہا تھا۔ مولانا احمد بخش کے علاوہ حافظ حبیب اللہ صاحب نے بھی ڈیرہ غازی خاں سے حضور کی بشریت سے متعلق استفتا بنا کر بھیجا تھا جس کا آپ نے مدلل جواب دیا جو فتاویٰ مصطفویہ جلد اول کے صفحہ نمبر۷۶۔۷۷ پر موجود ہے۔ مفتی اعظم نے جو جواب مولانا صادق کو دیا اس کا متن ملاحظہ کریں یہ خط پوسٹ کارڈ پر ہے اور آپ نے بھی پتہ پوسٹ کارڈ پر موجود تصویر کو الٹا کرکے لکھا ہے۔

جناب مولانا المکرم ذی الکرام دام بالاکرام

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ پہلا گرامی نامہ جناب کا مجھے ملا ہے۔ حافظ حبیب اللہ صاحب تاجران کتب ڈیری غازی خاں کا بھیجا ہوا ایک لفافہ جس میں چند استفتا تھے یکم جنوری کو آیا تھا جس کا جواب رمضان میں جب ہی لکھ دیا تھا۔ ان میں ایک استفتاء بشریت سرکار علیہ الرحمہ المولی العزیز الغفار سے متعلق بھی تھا......

کوئی شخص عبید اللہ ہے اس کا چھپا ہوا رسالہ آیا ہے غالباً "یہ آپ کا مخالف ہے۔ بے شک حضور بشر ہیں مگر "لاکالبشر" بے شک حضور انسان ہیں مگر "انسان کامل"...... اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کا کوئی رسالہ اس بارے میں میرے خیال میں نہیں ہے آپ کو اس کے لئے بھائی صاحب (برادر مولانا مفتی حامد رضا خاں قادری بریلوی) ہی کے نام خط لکھنا چاہیئے آپ کا یہ کارڈ بھی ان کے پاس بھیج دوں گا۔ حضرت قدس سرہ العزیز

(اعلیٰ حضرت) کی کتب و رسائل انہیں کے قبضہ میں ہیں اگر کوئی ایسا رسالہ ہوگا تو اسے نقل کر کے بھیج سکیں گے والسلام

فقیر مصطفیٰ رضا عفی عنہ ۱۳۵۱ھ بریلی۔ (فتاویٰ مصطفویہ 'جلد اول)

۳۴۔ "اجلی الاعلام ان الفتویٰ مطلقاً" علی قول الامام" ترجمہ! اس امر کی تحقیق کہ فتویٰ ہمیشہ قول امام (امام اعظم) پر ہے۔ یہ رسالہ فتویٰ رضویہ کی جلد اول میں صفحہ نمبر ۳۸۱ سے شروع ہوتا ہے اور صفحہ نمبر ۴۰۷ پر ختم ہوتا ہے اور اعلیٰ حضرت اپنے مکتوب میں فرمارہے ہیں کہ ابھی یہ کاپیاں نہیں چھپیں لیکن بعد میں چھپیں اور فتاویٰ جلد اول میں ان ہی صفحات پر مشتمل ہے۔ اس عربی رسالہ کا اردو ترجمہ بھی جدید فتاویٰ رضویہ کی جلد اول میں شائع ہو گیا ہے مگر اب اس رسالے کو تمام رسالوں سے قبل اول ہی میں شائع کیا گیا ہے۔ مجید

۳۵۔ امام احمد رضا خاں بریلوی "فتاویٰ رضویہ" جلد سوم صفحہ نمبر ۶۳۹ مطبوعہ کراچی

۳۶۔ ایضاً" صفحہ نمبر ۶۳۹

۳۷۔ " " " صفحہ نمبر ۶۴۱۔ ۶۴۴

۳۸۔ ایضاً" جلد نہم صفحہ نمبر ۹۲ مطبوعہ کراچی

۳۹۔ مکتوب رضا بنام مولانا احمد بخش صادق ۱۳۳۹ھ

۴۰۔ مولانا احمد بخش صادق "عربی قصیدہ" غیر مطبوعہ قلمی صفحہ نمبر ۱

۴۱۔ مولانا احمد بخش صادق ڈیروی "ارضا الجود الکریم" صفحہ نمبر ۳ مطبوعہ ڈیرہ غازی خاں ۱۳۵۲ھ

۴۲۔ ایضاً" صفحہ نمبر ۲۹۔ ۳۰ " " "

۴۳۔ ایضاً" صفحہ نمبر ۴۷ " " " "

۴۴۔ ایضاً" صفحہ نمبر ۶۰ " " " "

۴۵۔ ایضاً" صفحہ نمبر ۶۷ " " " "

۴۶۔ ایضاً" "مناسب وقت" صفحہ نمبر۱۰ مطبوعہ ڈیرہ غازی خاں

۴۷۔ ایضاً" " " "صفحہ نمبر۱۲" " " "

۴۸۔ امام بخش فریدی کے تمام تر حالات جناب شہزاد کریم فریدی صاحب نے مہیا کئے ہیں۔ آپ کی تاریخی پیدائش اور اساتذہ کا معلوم نہ ہو سکا البتہ تاریخ وصال حاصل ہوگئی۔

۴۹۔ امام بخش فریدی "شرح کافی" نہ کوئی آدم نہ کوئی شیطان" صفحہ نمبر۲' اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور

۵۰۔ امام بخش فریدی "فیصلہ بشریت" مقبول عام پریس لاہور صفحہ نمبر۲

۵۱۔ امام احمد رضا خاں بریلوی "فتاویٰ رضویہ" جلد ششم صفحہ نمبر۱۲۲ مطبوعہ کراچی

۵۲۔ " " " " " " "جلد دہم حصہ دوم صفحہ نمبر۱۳۳ مطبوعہ کراچی

۵۳۔ " " " " " " " "قلمی فتویٰ بنام امام بخش فریدی ڈیرہ غازی خاں

(۱۳۳۵ھ)

۵۴۔ (نوٹ) حضرت خواجہ علامہ مولانا فیض محمد شاہ جمالی ابن حضرت خواجہ مولانا نور الدین قصبہ شاہ جمال ضلع ڈیرہ غازی خاں تحصیل جام پور میں پیدا ہوئے۔ آپ ۱۸ سال کی عمر شریف میں فارغ التحصیل ہو گئے اور پھر درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ آپ حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن ملتانی سے بیعت ہوئے۔ آپ کا وصال پر ملال ۸ر رجب المرجب ۱۳۶۴ھ میں ہوا۔ آپ کے مجموعہ فتاویٰ کے علاوہ نعتیہ کلام بھی موجود ہیں۔ آپ نے ولداہ تخلص اختیار فرمایا۔

حضرت جمالی علیہ الرحمہ کو اپنے شیخ کے علاوہ حضرت خواجہ غلام فرید اور خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمہ سے بھی خلافت و اجازت حاصل تھی۔ آپ کی اولاد میں خواجہ محمد اکرام' خواجہ محمد اعظم اور سجادہ نشین خواجہ محمد غلام یٰسین اپنے والد ماجد کے علم و عمل کا آئینہ ہیں اور سلسلہ جمالی کو وسعت دینے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

حضرت کے فتوئی میں سے ایک فارسی فتوئی کی نقل پیش کی جارہی ہے جس پر ڈیرہ غازی خاں کے دو علماء حضرت مولانا امام بخش فریدی اور علامہ فضل حق ڈیروی کی مہر تصدیق بھی موجود ہے۔

سوال : چہ فرمایند علماء دین متین بیض اللہ وجوھھم یوم الدین دریں صورت کہ جناب حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشراند یا نہ اگر بشراند ظاہرا" باطنا" بشراند مثل باقی افراد بشریا بصورت بشراند و حقیقتہ نور اند اگر کسے شخص حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رابگوید کہ او را فقط بشر گفتن جائز است او را شرعا بسبب ایں کہ لفظ موہم توہین است مرتکب قول حرام بلکہ کافر گفتہ شود یا نہ؟

جواب : والعلم عند من عندہ علم الکتاب جناب حبیب خدا بصورت بشراند و ظاہرا" فرزند آدم علی نبینا علیہ السلام اند و بحقیقت ادب آدم علیہ السلام اند اگر کسے حضور پرنور را لفظ بشر گفتن جائز داند مرتکب فعل حرام است بلکہ بباعث ایہام توہین کافر گفتن جائز است لہٰذا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم را ظاہرا" بشر فرزند آدم و حقیقتہ نور اب آدم علیہ السلام گفتن ضروری است ہذہ عقیدہ اہل السنتہ والجماعۃ وما عداہ خرط القتاد۔

عبدہ فیض محمد شاہ جمالی بقلم خود

جواب صحیح ہے
امام بخش فریدی

الجواب صحیح اور درا لجیب المصیب
المستدعی فضل حق عفی عنہ
چشتی سلیمانی

(محمد خدا بخش اظہر "مناقب شاہ جمالی" مکتبہ اسلامیہ رضویہ ملتان
ماخوذ۔ مطبوعہ ۱۹۸۶ء)

۵۵۔ مولانا اللہ بخش کے یہ کوائف بھی جناب شہزاد کریم فریدی صاحب نے حاصل کرکے ارسال کئے تھے۔

۵۶۔ امام احمد رضا خاں بریلوی "فتاویٰ رضویہ" جلد پنجم (حصہ سوم) صفحہ نمبر ۱۰۲ مطبوعہ کراچی
۵۷۔ " " " " "جدید فتاویٰ رضویہ" جلد یازدہم صفحہ نمبر ۶۸۴ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور
۵۸۔ " " " " "فتاویٰ رضویہ" جلد ششم صفحہ نمبر ۸۱ مطبوعہ کراچی
۵۹۔ " " " " "فتاویٰ رضویہ" جلد ہشتم صفحہ نمبر ۳۱۸ مطبوعہ کراچی
۶۰۔ احمد بدر اخلاق "مزارات اولیا ڈیرہ غازی خاں" ص ۴۲' مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء
۶۱۔ مولوی فضل حق "الاستشراف الاظہار الجزاف بجواز الافطار بخبر التلغراف صفحہ نمبر ۸۲ مطبوعہ ملتان
۶۲۔ ایضا" صفحہ نمبر ۸۲۔ ۸۳
۶۳۔ ایضا" صفحہ نمبر ۷۶۔ ۷۸
۶۴۔ مولانا حشمت علی خاں "الصوارم الہندیہ" ص ۱۷۳' مکتبہ فریدیہ ساہیوال ۱۹۷۵ء
۶۵۔ ہاشم شیر خاں "ڈیرہ غازی خاں کے تہذیبی خدوخال" ص ۱۶۵/۱۶۶' بک روشن پبلی کیشنز ملتان ۱۹۹۸ء
۶۶۔ احمد بدر اخلاق "مزارات اولیائے ڈیرہ غازی خان" ص ۴۴' مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء
۶۷۔ خواجہ محمد اکرم "فیض شاہ جمالی" ص ۱۹' مطبوعہ ڈیرہ غازی خاں

کتابیات

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" سیالکوٹ ۱۹۸۱ء

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد "امام احمد رضا اور عالم اسلام" ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان ۱۹۸۳ء

۳۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "اظہار الحق الجلی" مطبوعہ انڈیا ۱۹۸۶ء

۴۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "فتاویٰ رضویہ" جلد اول، رضا فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۹۰ء

۵۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" جلد سوم مکتبہ رضویہ کراچی

۶۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" جلد دہم مکتبہ رضویہ کراچی

۷۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" جلد نہم مکتبہ رضویہ کراچی

۸۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" جلد ششم مکتبہ رضویہ کراچی

۹۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" جلد دھم مکتبہ رضویہ کراچی

۱۰۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" جلد پنجم مکتبہ رضویہ کراچی

۱۱۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" جلد یازدہم مکتبہ رضویہ کراچی

۱۲۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" جلد

ہشتم مکتبہ رضویہ کراچی
۱۳۔ مولانا محمد شہاب الدین "مفتی اعظم اور ان کے خلفاء" رضا اکیڈمی بمبئی انڈیا ۱۴۱۰ھ
۱۴۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری "امام احمد رضا اور علماء سندھ" المختار پبلی کیشنز کراچی ۱۹۹۵ء
۱۵۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری "امام احمد رضا اور علماء ریاست بہاولپور" ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان ۱۹۹۶ء
۱۶۔ "معارف رضا" شمارہ ۱۴ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان ۱۹۹۴ء
۱۷۔ "معارف رضا" شمارہ ۱۶ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان ۱۹۹۶ء
۱۸۔ "معارف رضا" شمارہ ۱۷ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان ۱۹۹۷ء
۱۹۔ "مجلہ امام احمد رضا کانفرنس" ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ۱۹۹۳ء
۲۰۔ محمد صادق قصوری و ڈاکٹر مجید اللہ قادری "خلفائے اعلیٰ حضرت" ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ۱۹۹۲ء
۲۱۔ احمد بدر اقبال "مزارات اولیاء ڈیرہ غازی خاں ڈویژن" مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء
۲۲۔ ہاشم شیر خاں "ڈیرہ غازی خاں کے تہذیبی خدوخال" مطبوعہ ملتان ۱۹۹۸ء
۲۳۔ مولانا احمد بخش صادق ڈیروی "عربی قصیدہ" غیر مطبوعہ
۲۴۔ مولانا احمد بخش صادق ڈیروی "الرضا الجود و الکریم" مطبوعہ ڈیرہ غازی خاں ۱۳۵۲ھ
۲۵۔ مولانا احمد بخش صادق ڈیروی "مناسب وقت" مطبوعہ ڈیرہ غازی خاں ۱۳۵۲ھ
۲۶۔ مولانا امام بخش فریدی "شرح کافی" مطبوعہ لاہور
۲۷۔ مولانا امام بخش فریدی "فیصلہ بشریت" مطبوعہ لاہور

۲۸۔ مولوی فضل حق ڈیروی "الاشراف الاظہار" مطبوعہ ملتان

۲۹۔ خواجہ محمد اکرم "فیض شاہ جمالی" مطبوعہ ڈیرہ غازی خاں

۳۰۔ مولانا حشمت علی خاں "الصوارم الہندیہ" مکتبہ فریدیہ ساہیوال ۱۹۷۵ء

۳۱۔ مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی" فتاویٰ مصطفویہ" جلد اول ادارہ تصنیفات امام احمد رضا کراچی

۳۲۔ غلام علی ننتکانی "مرقع ڈیرہ غازی خاں" مطبوعہ تونسہ شریف ۱۹۸۶ء

۳۳۔ سردار غلام رسول خاں بلوچ قرائی "تاریخ بلوچیاں" الیکٹرک پریس امرتسر انڈیا

۳۴۔ ماہنامہ "احوال و آثار" شمارہ جنوری ۱۹۹۸ء

۳۵۔ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری "ندائے یارسول صلی اللہ علیہ وسلم" مجلس رضا لاہور ۱۹۸۵ء

۳۶۔ محمد خدا بخش اظہر "مناقب شاہ جمالی" مکتبہ اسلامیہ رضویہ ملتان ۱۹۸۶ء

عکس نوادرات



مزار مبارک' مولانا احمد بخش صادق ڈیروی



مولانا فضل حق چشتی سلیمانی ڈیروی کے مزار کا ایک منظر



مولانا قاضی غلام یٰسین قادری ڈیروی کے مزار کا ایک منظر

انٹرویو، مولانا محمد شفیع ابن مولانا احمد بخش صادق ڈیروی

بروز جمعہ، ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ (ناقل اسد نظامی)

حضرت مولانا احمد بخش صاحب علیہ الرحمۃ

صـ۱

آپ کے آباؤ اجداد ملتان (جھوک بکھر) سے سلطان شہاب الدین شاہ جہان علیہ الرحمۃ (المتوفی سنہ ھ) کے عہد حکومت میں ڈیرہ غازی خان میں تشریف لائے

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت مولانا دین محمد صاحب علیہ الرحمۃ تھا

آپ نے تمام عربی فارسی کتب میں اپنے نانا جان جناب مولانا رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر پڑھیں تکمیل کے بعد ڈیرہ غازی خان میں ایک مسجد نواب احمد یار خان خاکوانی علیہ الرحمۃ کے تعاون سے تعمیر کرائی جس میں مدرسہ چشتیہ نظامیہ کے نام سے دینی مدرسہ قائم کیا۔ حضرت خواجہ محمود تونسوی علیہ الرحمۃ (المتوفی سنہ ھ) نے آپ کو تونسہ شریف میں طلب کر کے مدرسہ سلیمانیہ محمودیہ کا صدر مدرس منتخب فرمایا

آپ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی کے مرید ہو گئے۔ چار سال تک متواتر آپ تونسہ شریف میں طلباء کو منتہی کتابیں پڑھاتے رہے آپ نے تار و ٹیلیفون کی خبر پر اور رد لکھا اور تحویل الکلام کو عید پڑھانے کے جواز میں زبان عربی ایک مبسوط رسالہ لکھا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں شائع شدہ کتب و رسائل کی تونسہ کے جواب میں اعلیٰحضرت نے نہ صرف اپنا تصدیقی نوٹ ارسال فرمایا بلکہ فتاویٰ رضویہ جلد اول طبع اول میں تار و ٹیلیفون کی خبر کو غیر معتبر قرار دیا تھا اعلیٰحضرت کی علمی تحقیق دیکھ کر رجوع کر لیا لہذا اسی بنا پر اعلیٰحضرت سے خط و کتابت شروع ہو گئی۔ تین بار آپ بریلی شریف میں اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہوئے اعلیٰحضرت سے سلسلہ عالیہ قادریہ کی خلافت حاصل کی خلافت نامہ آپ کے فرزند ارجمند مولانا محمد شفیع صاحب کے پاس موجود ہے۔

پھر آپ نے ایک عربی نعت (مدحی) نعتیہ کلام لکھنے کا ارادہ کیا اور اعلیٰحضرت کی خدمت میں پہلا مصرعہ لکھنے کی استدعا کی تو اعلیٰحضرت نے عربی زبان میں پہلا شعر مولانا موصوف کی خدمت لکھ کر ارسال فرمایا اور دیگر تین سو اشعار آپ نے لکھ کر اعلیٰحضرت کی خدمت میں ارسال کر دیئے تو اعلیٰحضرت نے [illegible] کی اصلاح فرما دی

جو مولانا محمد شفیع صاحب کے پاس موجود ہے۔

پھر اسی پر قصیدہ [illegible] حضرت علامہ محمد اقبال (مرحوم) نے بھی اپنا خط مولانا کو ارسال کیا

ضمیمہ

جو قابل ذکر ہے، شرح قصیدہ نوشتہ عربی جو اعلیٰحضرت کا قلمی نسخہ ہے جس کی تقریظ بزبان عربی مولانا موصوف نے لکھی اور اسکی تائید کی تقریظ حضرت علامہ محمد اقبال (مرحوم) نے بزبان اردو لکھی،

اگرچہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمت کے مکتوب گرامی بنام مولانا احمد بخش علیہ الرحمت بیشمار موجود تھے مگر مرور زمانہ کی نذر ہو گئے ~~[illegible]~~ مگر ۸ مکتوب گرامی اور دیگر قلمی فتاوے باقی رہ گئے جن کے فوٹو اسٹیٹ ساتھ منسلک ہیں، نیز ایک مکتوب گرامی اعلیٰحضرت کے صاحبزادہ مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمت (المتوفی سنہ ھ) کا مولانا موصوف کے نام بھی موجود ہے،

آپکا وصال شریف یکم ماہ رجب المرجب ۱۳۶۶ھ میں ہوا، آپکی عمر شریف ۹۰ سال تھی، آپکا مزار شریف جامع مسجد بلاک ۱۲ ڈیرہ غازی خان میں موجود ہے،

آپکی حسب ذیل کتابیں ہیں،

(۱) نصاب صبیان منظوم صرف و نحو ۱۳۳۴ھ سال تحریر، مطبوعہ،
(۲) نعتیہ قصیدہ فارسی منظوم،
(۳) نعتیہ قصیدہ عربی " غیر مطبوعہ،
(۴) دردستیہ اول عربی مطبوعہ،
(۵) مصادر نامہ فارسی مصدر

نیز آپ نے اعلیٰحضرت کی بعض تصانیف پر تقریظیں بھی لکھیں،
رد دیوبندیت کے سلسلے میں آپ نے متعدد رسائل لکھے،

(ڈیرہ غازی خان)

متذکرہ مختصر احوال حضرت مولانا احمد بخش صاحب چشتی تونسوی علیہ الرحمت
در حضرت مولانا محمد شفیع صاحب ابن مولانا موصوف کی معرفت حاصل ہوئے

ناقل اسعد الطالب [illegible] محمد قصور

مکان نمبر 116/10-R دار خانہ [illegible] متصل جامع مسجد [illegible]

[illegible] شریف [illegible] اول و آخر
در شہر ڈیرہ غازی خان (پاکستان)

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم اليك اسناد الحمد، ونهاية سلاسل الحمد، وصل على حبلك الموصول المتصل الغير المنقطع، ومسلك المرفوع بوصلات فوق كل مرتفع، وعلى آله وصحبه خير آل وصحب، رواة علم وحديثه طرق الوصول الى ساحة الرحب، **وبعد** فسلام عليك ورحمة الله وبركاته ايها الفاضل الكامل، القرم الحلاحل، مولانا المولوي محمد بخش الچشتي النظامي السليماني ابن الفاضل الفقيه المفتي دين محمد المرحوم بدرم الرحمن، من اجلة ديرة غازي خان، ادام الله تعالى علينا وعليك ديم النعم وغايات الاحسان، بمنه وكرمه انه حنان، سألتني اجازة الحصن الحصين، وسائر مروياتي عن المشايخ المسندين، وانت بنعمة الله اهل لذلك، وان لم اكن مستاهلا لامثال ذلك، **فاجزتك** على بركة الله تعالى وبركة رسوله الكريم، عليه وعلى آله افضل الصلاة والتسليم، **اولاً بالحصن الحصين** كما اجازني به حضرة شيخي ومرشدي، وكنزي وذخري ليومي وغدي، مجمع الطريقين، ومرج البحرين، عالم الباطن والظاهر، ملحق الاصاغر بالاكابر، حضرة السيد الشاه **آل الرسول** الاحمدي المارهري رضي الله تعالى عنه قال اجازني استاذي المعظم مولانا عبد العزيز الدهلوي رحمه الله تعالى عليه قال سمعت الكتاب المذكور بقراءة اخي الشيخ محمد على والدي الاستاذ الشاه ولي الله احمد ابن الشيخ عبد الرحيم الدهلوي قال اجازني به الشيخ ابو الطاهر ابن الشيخ ابرهيم المدني عن ابيه عن القشاشي عن الشناوي عن الشمس الرملي عن الشيخ زكريا عن الحافظ تقي الدين محمد بن محمد بن فهد الهاشمي المكي عن مؤلفه الشيخ محمد بن محمد الجزري رحمه الله تعالى ح واجازني عاليا بدرجة بمكة المعظمة في ذي الحجة سنة ... مفتي الحنفية ببلد الله الحرام حضرة مولانا الشيخ عبد الرحمن السراج ابن مفتي الحنفية الشيخ عبد الله السراج عن مفتي الحنفية بمكة المحمية الشيخ جمال بن عبد الله بن عمر المكي عن الشيخ عابد السندي عن الشيخ يوسف بن محمد بن علاء الدين بن محمد المزجاجي عن ابيه عن الشيخ حسن العجيمي عن الشيخ ابي الوفا احمد بن محمد الملقب بالعجل عن يحيى بن مكرم الطبري المكي عن جده الحافظ محب الدين محمد بن محمد الطبري عن مؤلفه ح وايضا الشيخ الدقن عن الشيخ صالح الفلاني عن الشريف سليمان الاهدل والشيخ محمد بن سنه كلاهما عن الشريف محمد بن عبد الله عن السراج الجباني والشيخ بدر الدين الكرخي والشمس محمد بن عبد الرحمن العلقمي كلهم عن الامام الحافظ السيوطي عن ابي القاسم عمر بن فهد وابنه تقي الدين محمد بن فهد كلاهما عن مؤلفه رحمة الله تعالى عليهم وعلينا معهم آمين **وثانياً** بالصحاح الستة وسائر كتب الحديث والفقه والتفسير والاصول والعقائد والكلام وغير ذلك مما صح لي روايته عن مشايخي الكرام رضي الله تعالى عنهم في دار السلام **وثالثاً** بالعلوم الخمسة والاربعين التي منحني ربي بمحض رحمته وفضله خمسا منها وقد فصلتها في اجازاتي لعلماء الحرمين الكريمين جعلني بها سموا ... فبارك الله لي ولك وعلي وعليك في كل ذلك بشرطه المعروف عند اهله السعداء، والاستقامة على طريقة اهل السنة والجماعة، ورعاية الدين وطلبه مجتنبا عن طلب الاستقامة، وارجو ان لا تنساني من دعائك الصالح، وان يدعو على مثله ان شاء الله الكريم الفاتح، وكان ذلك ليلتين خلتا من ذي القعدة سنة ۱۳۳۸ ... تعالى سعده، ويسعد ما بعده، وحسبنا الله ونعم الوكيل، وصلى الله تعالى وبارك وسلم على النبي ... على الرسول الجليل، والله وصحبه وابنه وحزبه، وعلينا معهم بكرمه آمين، والحمد لله كثيرا

...

عکس سند خلافت امام احمد رضا محدث بریلوی برائے مولانا احمد بخش صادق

مولانا احمد بخش ڈیروی کا وہ عربی قصدیہ جو انہوں نے تصحیح کے لئے امام احمد رضا بریلوی کو بھیجا تھا۔ (عکس صفحہ اول و آخر)

الشيخ احمد بخش

حياته وشعره

أطروحة قدمت لنيل درجة الماجستير بقسم اللغة العربية بجامعة بنجاب

إعداد :

محمد اشفاق

رقم الجلوس : ٢٩٠

إشراف :

الدكتور مظهر معين

الأستاذ المشارك بقسم اللغة العربية

بجامعة بنجاب . لاهور

العام الدراسي ١٩٩٣م ـ ١٩٩٤م

پنجاب یونیورسٹی لاہور سے مولانا احمد بخش پر عربی میں لکھے گئے ایم فل کے سرورق کا عکس



POST CARD
INDIA
ADDRESS ONLY
WRITING SPACE

عکس مکتوب امام احمد رضا بریلوی بنام مولانا احمد بخش صادق ڈیروی

[illegible]

عکس، مکتوب امام احمد رضا بنام مولانا احمد بخش ڈیروی بسلسلہ عربی قصیدہ

حضرت ... شمس العلماء مقتداء ...

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد ازیں ... مشتاق زیارت محتاج دعا

... بعد عرض کرتا ہے کہ

... میں ایک مسجد جدید تیار کرائی گئی

... کہ سقف پر عورتوں کو

... تیار ہوا ہے ۔ اس حالت میں

... کی وضع اور صورت یہ ہو گئی کہ بعض

... نیچے زمین کے وہی عورتوں کو

... سے مقدم اور بعض محاذی اور بعض موخر

... ہو رہی ہیں ۔ اس لیے ایسی جماعت اسلئے

... عورتوں کا ... [illegible]

(مولٰنا احمد بخش صادق ڈیروی کا قلمی استفتا

بنام امام احمد رضا خاں محدث بریلوی)

الجواب

[illegible]

عکس، فتویٰ امام احمد رضا بریلوی بنام مولانا امام بخش فریدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب مولنا المبجل المکرم دام بالمجد والکرم ۔

امتثال فرمائش کو قصیدۂ مبارکہ دیکھکر واپس کرتا ہے۔ فقیر نہ عروضی ہے
لغوی فنون ادب میں درسیات بھی نہ پڑھیں نہ یہاں پہاڑ پر کوئی کتاب
لغت وادب وعروض کی حاضر۔ اپنے ذوق پر جو خیال میں آیا عرض کیا میرے
نزدیک حتی الامکان احتیاج تاویل سے بچنا چاہیے کہ حدیث میں فرمایا ایاک
وما یعتذر منہ زحاف نا مطبوع سے اگرچہ مجوز بلکہ عرب میں مروج
بھی ہو حتی الوسع احتراز اچھا معلوم ہوتا ہے فعلن ضرب میں بدلنا تو ضرور تھا کہ
بوجہ کثرت عروض میں رہنے دیا ہے ورنہ میرے مذاق پر ثقیل ہے نظم
عربی میں وصل وتاسیس کی رعایت واجب ہے ہونا تو سب میں ہوتا حالانکہ ۸۶
میں نہیں صرف ۸ میں ہے انھیں کو بدل دیا والسلام مع الاکرام

[illegible]

عکس، مکتوب امام احمد رضا بریلوی بنام مولانا احمد بخش صادق ڈیروی

* حسام الحرمین کی تائید میں مولانا الٰہی بخش صاحب کے تاثرات بھی
کتاب الصوارم الہندیہ میں درج ہیں۔

* فتویٰ قادریہ از مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خانؒ میں
قاضی عبیداللہ ابن قاضی غلام حسین علوی ڈیرہ غازیخان کے بارے
میں ایک سوال درج ہے سائل حافظ عبدالاحد صاحب فریدی ہیں سوال
بشریت رسول ﷺ کے موضوع پر ہے۔

رسالہ کے اندر جہاں لفظ عبیداللہ ہے اس سے مراد قاضی عبیداللہ
ہے۔

۱۶ * مولانا عبیداللہ [illegible] کے حالات دستیاب نہیں ہو سکے
انشاءاللہ کوشش جاری ہے جو نہی ملے روانہ کر دیں گے۔

ڈاکٹر محمد مبارک صاحب کا مقالہ قبول ہو گیا ہے انشاءاللہ کل کراچی
ہمدرد یونیورسٹی روانہ ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب، حافظ خالد صاحب اور فقیر
کی طرف سے جملہ ادارہ سید وجاہت رسول قادری صاحب اور اراکین کی خدمت
میں سلام و نیاز۔ اقبال صاحب، عبیداللہ صاحب اور خالد صاحب کی خدمت میں سلام
دیگر دعاؤں میں یاد رکھیں وقت ہو تو جواب مرحمت فرما دیں

والسلام
دعا گو
شہزاد کریم فریدی

عکس، مکتوب شہزاد کریم فریدی بنام مصنف، محررہ ۲۹ر اپریل ۱۹۹۸ء

کسی بر سنگ پای آستانت یافت زیبائی

که آنکس کو بکویت مانده بگذارد بدار آئی

درت پای و بر در مانده نا پای بنا پائی

به پشت پا دو دیده سر به سر گشتی و دو تائی

گزشتی وانست از [illegible] مناسب عفو غفرانت

شنه همچی را القدر رحمت و لطفست بینائی

چو هیچ از کار کرداری نه شاید شان عزت را

تو ئی حافظ درین مشکل دلیا گر نه بکش لی

مشکل کفی رحمت گر دو این بی پیر جیم گردد

گر این بی چاره را چاره نشوئی زان رو که ماوائی

که تا کی این قسیم لطف بی رحمی نه خواهی کرد

کز ین یادش مسکین لقیم یاد فرمائی

نمونہ فارسی کلام از مولانا احمد بخش صادق

لا تصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروا حتی تروه فان غم علیکم فاقدروا له

(متفق علیہ) الحدیث

رویت ہلال کے موضوع پر علمی و تحقیقی رسالہ

الاستشراف لاظہار الاجحاف
بجواز الافطار بخبر التلغراف

مصنفہ

زبدۃ المحققین عمدۃ المدققین حضرت علامہ فقیہ العصر مولانا فضل حق صاحب ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ

بسعی و اہتمام :- خواجہ مظفر محمود، ملتان

کتاب حاصل کرنے کے پتہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) گولڑہ شریف - بغدادی شاہ صاحب - (۲) مولانا محمد صدیق صاحب ڈیرہ غازیخان

(۳) مولانا مشتاق احمد صاحب
مدرسہ انوار العلوم ملتان

احسن التحریر کلیم رقم کلیم ادیب [illegible] قادر آباد

قیمت ڈیڑھ روپیہ
1-50

باہتمام کلیم [illegible] پریس ملتان

لاکھ لاکھ شکر ہے اس قادر بیچون کا جس نے اپنے محض فضل سے
اس ہیچ از ہیچ خادم علماء الحق احمد بخش ساکن ڈیرہ غازیخان المتخلص بہ صادق
عفی عنہ کو اس قصیدہ نعتیہ متبرکہ مسماۃ بہ

الصنائع الجود الکریم

کے جو اسم مسمی ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور سنہ ۱۳۲۹ھ اپنی تاریخ تالیف سے
خبر دیتا ہے تالیف کی نہایت عظیم الشان توفیق عطا فرمائی

واللہ ھو الولی فی الدنیا والآخرۃ

[illegible]
لالہ موتی چند دان سے چھپا

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام برکت التیام کتاب مستطاب لاجواب نورِ دیدۂ دل اُدبا

مسمّٰی بہ

فیصلۂ بشریت

(از تصنیف و تالیف لطیف منیف)

جناب مولانا مولوی محمد امام بخش صاحب فریدی مدظلہم العالی

(باہتمام سعادت انجام مولوی کمال الدین سُنی حنفی چشتی عفی عنہ ڈیروی)

مقبول عام اپنے دینی و دنیوی باہتمام مولوی نور الدین منیجر چھپی



پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان



پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان